ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

رجسٹرڈ ایل ۱۵۱

الفضل قادیان

ایڈیٹر:- غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ ایک آنہ

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند ۱۰ؔ

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳ؔ

نمبر ۱۵۲	مورخہ ۲۳ جون سنہ ۱۹۳۲ء یوم پنجشنبہ	مطابق ۱۷ صفر سنہ ۱۳۵۱ھ	جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق معلوم ہوا ہے۔ کہ حضور کو اگرچہ بیماری سے پہلے کی نسبت افاقہ ہے۔ مگر کمزوری باقی ہے۔ حضور کے حرم ثانی کی علالت کی خبر بھی موصول ہوئی ہے۔ احباب دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں

حضرت مولوی شیر علی صاحب بحالئے صحت -- اور ترجمۃ القرآن کا کام کرنے کی غرض سے کچھ عرصہ کے لئے ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں ؛

۲۰- جون۔ بعد نماز عشاء مسجد اقصےٰ میں ماسٹر اللہ دتا صاحب ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر نے ذکر حبیب پر تقریر کی :۔

احمدی فوجی اور پولیس افسر توجہ فرمائیں

اس سال نمائندگان جماعت ہائے احمدیہ کے مشورہ کو مد نظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے جماعت احمدیہ کے افراد کی جسمانی صحت اور طاقت کو نشوونما دینے کے متعلق جو فیصلے فرمائے ہیں۔ ان کو جاری کرنے سے قبل ضروری ہے کہ ایک مکمل سکیم عمل درآمد کے لئے تجویز ہو جائے۔ اس سکیم کے تیار کرنے میں فوجی اور پولیس افسر بہت مدد دے سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ سکوئٹ ماسٹر بھی مفید مشورہ دے سکتے ہیں۔ اس سال کے نمائندوں میں سے جو دوست فوج یا پولیس سے تعلق رکھتے ہوں۔ یا سکوئٹ ماسٹر ہوں۔ وہ اپنے اسماء سے فوری طور پر مطلع فرمائیں۔ نیز اس بات سے بھی مطلع فرمائیں۔ کہ وہ تین جولائی کو اتوار کے دن قادیان تشریف لا سکتے ہیں۔ یا نہیں۔ اس دن ۹½ بجے میں ان فیصلہ شدہ امور کے اجراء کے متعلق احباب سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں۔ تمام ایسے دوستوں سے جن کا ذکر میں نے اوپر کیا ہے۔ درخواست ہے۔ کہ وہ قادیان تشریف لا کر ممنون فرمائیں۔ اور عند اللہ ماجور ہوں ؛

جو دوست فوج اور پولیس میں تو نہیں۔ مگر وہ سمجھتے ہیں۔ کہ وہ ان امور میں مفید مشورہ دے سکتے ہیں۔ وہ بھی تشریف لا سکتے ہیں جو دوست تشریف نہ لا سکیں۔ وہ تحریری مشورہ بھجوا سکتے ہیں۔ مگر ضروری ہو گا۔ کہ ان کے خطوط ۲۔ جولائی تک مجھے مل جائیں۔ نیز تشریف آوری سے

تبلیغی رپورٹ

انگلستان میں تبلیغ اسلام

ماہ مئی کی تبلیغی رپورٹ

ماہ مئی ۱۹۳۲ء میں خدا تعالےٰ نے اپنے فضل کے ماتحت ہمیں اسلام کی تبلیغ کرنے کی توفیق دی۔ نہ صرف ملاقاتوں اور درس و تدریس کے ذریعہ بلکہ متعدد لیکچروں کے ذریعہ سے بھی موقعہ ملا۔ مئی کے شروع میں لنڈن سے باہر Folkestone میں روٹری کانفرنس تھی۔ جس میں مکرم خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب شامل ہوئے۔ وہاں آپ نے دو تین دن قیام کیا۔ دو تقریریں کیں اور متفرق طور پر بھی لوگوں سے گفتگو کرکے اسلام کی صداقت پیش کرتے رہے۔ بعض دفعہ رات کے گیارہ بارہ بجے تک بھی مسائل سمجھاتے رہے۔ اور مختلف روٹریوں کے پریذیڈنٹوں سے ملاقات کرکے انہیں یہ خواہش کی۔ کہ وہ اپنی روٹریوں میں تقاریر کرائیں۔ جس کیلئے بعض نے بلانے اور تقریر کرانے کا وعدہ کیا۔

۱۵ مئی بروز اتوار مسجد میں آئے ہوئے احباب کے سامنے آپ نے عیسائیت کی تردید میں تقریر کی اور مختلف مسائل پر روشنی ڈالی۔ عیسائیت کے تمام اصول کی تردید کرتے ہوئے اسلام کی صداقت کے ثبوت دیئے۔ چھ سات غیر مسلم اصحاب بھی شریک تھے۔ پھر اُن سے علیحدہ گفتگو کرتے رہے۔ اور ان کے سوالات کے جواب دیتے رہے دوسرے اتوار کو پھر آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت پر درس کے بعد تقریر کی۔ جس کو احباب نے دلچسپی سے سُنا اور ایک اتوار کو قرآن مجید کے درس کے ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق انبیاء کی پیشگوئیوں کا ذکر کرتے ہوئے بائیبل سے متعدد حوالجات دیئے۔ سوائے ایک اتوار کے جب آپ کانفرنس کے لئے باہر تشریف لے گئے تھے۔ آپ قرآن مجید اور نماز کے ارکان و آداب کے متعلق درس دیتے رہے۔ اور ہر اتوار کو ہم دونوں نو مسلموں کو سبق پڑھاتے رہے۔

عرصہ زیر رپورٹ میں ہمیں Taddington جانے کا اتفاق ہوا۔ وہاں ایک دعوت کے موقعہ پر دیر تک مذہبی اور سیاسی گفتگو ہوتی رہی۔ ہندوستان کی سیاست اور آئندہ نظم و نسق کے متعلق لوگوں کو خاص طور پر دلچسپی ہے۔ اور ہم جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کے حقوق لوگوں کے ذہن نشین کرتے رہتے ہیں۔ اکثر لوگ مسلمانوں سے ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ علاوہ سیاسی گفتگو کے ان کو اسلام اور احمدیت کے اصول بھی بتائے گئے۔

خاکسار کو خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے گزشتہ ماہ پانچ تقریریں کرنے کا موقعہ ملا۔ جن میں سے تین تو ایک پبلک باغ میں کی گئیں۔ اور دو مسجد میں اتوار کے اجتماعوں پر ہوئیں۔ پبلک تقریریں تردید الوہیت مسیح ناصری علیہ السلام۔ اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ۔ اور اسلام کی اشاعت تلوار سے نہیں۔ بلکہ دلائل سے ہوئی۔ پر تھیں۔ ان تقریروں میں خدا تعالےٰ کے فضل سے بہت کافی لوگ جمع ہو جاتے رہے۔ ہر تقریر کے بعد سوال و جواب کا سلسلہ دیر تک جاری رہتا۔ اور اسلام کے متعلق متعدد لوگ مختلف سوالات دریافت کرتے۔ جن کے جواب خدا تعالےٰ کی تائید سے تسلی بخش دیئے جاتے معترضین یہودی بھی تھے۔ اور عیسائی بھی۔ ہر جلسہ کے موقع پر تقریر کے علاوہ لوگوں سے گفتگو کا موقعہ مل جاتا۔ اور بعض دفعہ تقریروں کے بعد اسلام کے متعلق پمفلٹ بھی تقسیم کئے گئے۔ مسٹر عبدالعزیز صاحب سیالکوٹی ان تقاریر میں خاکسار کے ساتھ ہوتے۔ اور ہر طرح کی مدد کرتے رہے۔

مکرم خانصاحب جب روٹری کانفرنس کے لئے تشریف لے گئے۔ تو خاکسار نے اتوار کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت پر تقریر کی۔ اور اپنے دوستوں کو مختلف حوالجات نوٹ کرا لئے اُس دن میر عبد السلام صاحب نے بھی ایک مختصر تقریر اسلام کے متعلق کی۔ دوسرے اتوار کو مکرم خانصاحب سے پہلے خاکسار نے اسلام اور عیسائیت نیز یہودیت کی تعلیم کا مقابلہ کرکے مختصر طور پر اسلام کی تعلیم کی افضلیت واضح کی۔ چھ کس عیسائی بھی تھے۔ وہ سوالات کرتے رہے۔ اور ان کو انجیل سے جواب دیئے گئے۔ ایک اتوار کو سات غیر مسلموں کو ان کے متعدد سوالات کے جواب دیئے۔ اور اسلام کے متعلق لٹریچر پڑھنے کے لئے دیا۔ ہر اتوار کو نو مسلموں کو سبق پڑھائے جاتے رہے۔ اور اس کے علاوہ جو دوسرے دنوں میں آئے۔ ان کو بھی سبق پڑھائے گئے۔ اس ماہ میں مجموعی تعداد ان اسباق کی جو ہم نے پڑھائے۔ قریباً ساٹھ ہے۔ قریباً تیس غیر مسلم اشخاص کو فرداً فرداً تبلیغ کی گئی۔ اور ۲۷ پمفلٹ تقسیم کئے گئے۔ اس ماہ میں ایک پوسٹر بھی شائع کیا گیا۔ جو مناسب جگہوں پر چسپاں کیا جایا کرے گا۔ اس میں کلمہ تشہد کا ترجمہ اور بعض دیگر تبلیغی باتیں درج ہیں۔

ہمارے دو نومسلم دوستوں مسٹر ناصر بائلے اور آرتھر بکس نے بعض لوگوں سے اسلام کے متعلق گفتگو کی۔ ان کو مسجد میں آنے کی دعوت دی۔ اور بتایا۔ کہ اسلام ہی امن اور سچائی کا مذہب ہے۔

۲۷ مئی امیر فیصل لنڈن آئے۔ خاکسار نے ان کا استقبال بعض اور دوستوں کے ساتھ سٹیشن پر کیا۔ ان کو مسجد میں آنے کی دعوت دی۔ وزیر حجاز مقیم لنڈن نے وعدہ بھی کیا۔ لیکن غالباً قلت وقت اور بعض دیگر مصالح کی وجہ سے وہ وعدہ کو پورا نہ کرسکے۔

خاکسار محمد یار عارف از مسجد لنڈن ۲۔ جون ۱۹۳۲ء

سیرت المہدی کے متعلق ایک ضروری اعلان

احباب کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ میں اب بفضلہ تعالےٰ سیرت المہدی حصہ سوم کی تالیف کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس کے متعلق میں احباب سے مشورہ چاہتا ہوں۔ کہ اگر ان کے خیال میں سیرت المہدی کی تصنیف کو زیادہ مفید بنانے کے لئے کوئی تجویز ہو۔ تو اس سے مطلع فرمائیں۔ نیز اگر ان کی رائے میں سیرت کے حصہ اول و دوم میں کوئی بات قابل تشریح ہو۔ یا کوئی نقص یا کمزوری ہو جس کے دور کرنے کی ضرورت ہو۔ تو اس سے بھی خاکسار کو اطلاع دے کر شکریہ کا موقعہ دیں۔

خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان ۲۰۔ جون ۱۹۳۲ء

چودھری خورشید احمد صاحب سب انسپکٹر پولیس

چودھری خورشید احمد خان صاحب ایک نوجوان فرض شناس مستعد اور اپنے فرائض کی ادائگی میں سخت سے سخت مشقت برداشت کرنے والے سب انسپکٹر پولیس ہیں۔ جنہوں نے پچھلے شورش کے ایام میں بٹالہ ایسے شورش انگیز مقام پر نہایت قابل قدر خدمات سرانجام دیں۔ انہوں نے نہ صرف اپنے آپ کو خطرات میں ڈال کر ان لوگوں کو فتنہ انگیزوں کی شرارتوں سے محفوظ رکھنے کی کوشش کی جنہیں حکومت کے خلاف شورش میں شریک نہ ہونے کی وجہ سے ہر طرح تنگ کیا جاتا تھا۔ بلکہ گورنمنٹ کے خلاف ایجی ٹیشن کرنے والوں اور خلاف قانون حرکات کے مرتکب ہونے والوں کو قابو میں رکھنے کے لئے پوری سرگرمی کا اظہار کیا۔ اس کے ساتھ ہی پبلک کی جان و مال کی حفاظت کا بھی عمدہ انتظام کیا جس کی وجہ سے بٹالہ میں چوری وغیرہ کی وارداتوں میں بہت کمی واقعہ ہوگئی ان خدمات کا اعلےٰ افسروں نے بھی خصوصیت سے اعتراف کیا۔ اب انہیں تھانہ صدر میں متعین کرکے ان کے حلقہ عمل کو زیادہ وسیع کر دیا گیا ہے۔ ہمیں ان کی فرض شناسی اور قابلیت سے توقع ہے کہ وہ اس حلقہ میں بھی اپنی خدمات خوش اسلوبی سے بجا لائیں گے۔ اور قادیان سے تھانہ اٹھ جانے کی وجہ سے جو کمی واقعہ ہوگئی ہے اسے پورا کرنے کی کوشش کریں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
۴۴۴
الفضل
نمبر ۱۵۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ جون ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

پنجاب کی اقلیتوں کے مجوزہ معاہدہ کا حشر

مسلمانوں کے متعلق ہندوؤں کی افسوسناک ذہنیت کا تازہ ثبوت

تصفیہ حقوق میں لیت و لعل

مسلمانوں نے جب بھی ہندوؤں کو سیاسی حقوق کے تصفیہ کی طرف توجہ دلائی - اور ان کے سامنے اپنے مطالبات پیش کرکے ان کی معقولیت ثابت کی - تو انہوں نے یہ کہدیا - کہ ابھی تصفیۂ حقوق کا کوئی موقعہ ہی نہیں - اس وقت نہ ہندوؤں کے پاس کچھ ہے - اور نہ مسلمانوں کے پاس - سب کچھ ایک تیسری طاقت انگریزوں کے قبضہ میں ہے - پہلے سب مل کر ان سے ہندوستان کو آزاد کراؤ - ہندوستان پر قبضہ حاصل کرو - اور پھر اپنے حقوق کا مطالبہ کرو ؛

یہ وُہ جواب ہے - جو علی التواتر ہندو لیڈروں اور ہندو اخبارات نے مسلمانوں کو دیا - لیکن جب اس کی نامعقولیت - اور بے ہودگی ظاہر کی گئی - اور بتایا گیا - کہ یہ محض مسلمانوں کے مطالبات کو کھٹائی میں ڈالنے کے لئے چال چلی جا رہی ہے - ورنہ جب اس وقت ہندو مسلمانوں کے حقوق کے متعلق زبانی اقرار کرنے کے لئے بھی تیار نہیں - اور باوجود یہ جاننے کے تیار نہیں - کہ مسلمانوں کو الگ کرکے انہیں وُہ کچھ حاصل نہیں ہو سکتا - جو ان کے ساتھ ہونے پر ملنے کی امید ہو سکتی ہے - تو یہ کیونکر ممکن ہے - کہ جب ہندوستان میں سیاہ و سفید کے اختیارات ان کو حاصل ہو جائیں تو وُہ مسلمانوں کے حقوق کا خیال رکھیں گے - اور جو کچھ وُہ کہیں - انہیں دے دیں گے ؛

سفید کاغذ پر دستخط کرکے دینے کا چکمہ

اس طرح جب ہندوؤں کے اس رویہ کی حقیقت آشکارا کی گئی - تو انہوں نے اور پہلو بدلا - ایک طرف گاندھی جی نے - اور دوسری طرف کانگرس کے صدر کی حیثیت سے مسٹر پٹیل نے یہ کہدیا کہ ہم مسلمانوں کے تمام مطالبات پورے کرنے کے لئے تیار ہیں - وُہ ہم سے سفید کاغذ پر دستخط کرالیں - اور پھر جو چاہیں - اس پر لکھ لیں ؛

گاندھی جی کا عذر

اس پر ہندوؤں نے اپنی فراخدلی اور دو، داری کے راگ گانے شروع کر دیئے - اور یہ کہنے لگ گئے - کہ جب گاندھی جی سفید کاغذ پر دستخط کرکے دینے کا اعلان کر چکے ہیں - تو مسلمان اور کیا چاہتے ہیں - انہیں کانگرس کے ساتھ مل جانا چاہیئے - اور جو کچھ انہیں کہا جائے - اس کی بسر و چشم تعمیل کرنی چاہیئے - لیکن جب مسلمانوں نے پھر اپنے انہی حقوق اور مطالبات کی طرف توجہ دلائی - جو شروع سے پیش کرتے چلے آ رہے ہیں - تو گاندھی جی نے ان چند مسلمانوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو کانگرس کے دام فریب میں گرفتار ہو چکے تھے - اور جنہیں نیشنلسٹ کا خطاب دیا جا چکا تھا - کہا - کہ مسلمان پہلے ان کی تائید و حمایت حاصل کریں - اور پھر اپنے مطالبات پیش کریں - جب تک ان کی طرف سے مسلمانوں کے مطالبات کی تصدیق نہ ہوگی - اس وقت تک ان پر غور نہیں کیا جائے گا - اگرچہ ان نیشنلسٹ مسلمانوں کا بھی بڑا حصہ جمہور مسلمانوں کے مطالبات کی حمایت کے لئے کھڑا ہو گیا - لیکن پھر بھی مسلمانوں کے مطالبات کو قابل اعتنا نہ سمجھا گیا - اور ہر طرح کوشش کی گئی - کہ مسلمانوں کے مطالبات کے تصفیہ کی نوبت ہی نہ آنے پائے ؛

گاندھی جی کی صفائی

چونکہ گاندھی جی کا یہ رویہ معقولیت سے بالکل خالی تھا - کیونکہ وُہ یہ اعلان کرنے کے بعد کہ سفید کاغذ پر دستخط کرکے مسلمانوں کو دینے کے لئے تیار ہیں - مطالبات کو سننے کے لئے بھی تیار نہ تھے - اس لئے ان کی صفائی میں ہندو اخبارات نے یہ دلیل پیش کی - کہ جب انہوں نے یہ کہا تھا - کہ وُہ سفید کاغذ پر دستخط کرکے دینے کے لئے تیار ہیں مسلمان جو چاہیں - اس پر لکھ لیں - وُہ ہندوؤں سے سب کچھ منوا لیں گے - تو ان کا یہ مطلب نہ تھا - کہ وُہ فی الواقعہ ایسا ہی کریں گے - بلکہ انہوں نے اس خیال سے یہ کہا تھا - کہ جب وُہ اس قدر فراخدلی کا اظہار کر رہے ہیں - تو اس کے جواب میں مسلمان بھی فراخدلی دکھائیں اور یہ کہدیں - کہ جس طرح آپ کی مرضی ہو - کریں - ہم آپ کا کیا کرایا سب کچھ ماننے کے لئے تیار ہیں - چونکہ مسلمانوں نے یہ نہیں کہا - اس لئے گاندھی جی نے بھی اپنے اعلان کو کالعدم قرار دے دیا ہے ؛

ہندوؤں کی ایک نئی سازش

اس کے علاوہ اور بھی کئی طریق مسلمانوں کے مطالبات کو نظر انداز کرنے کے لئے اختیار کئے گئے - اور اس وقت تک کئے جا رہے ہیں - لیکن یہی لوگ جو مسلمانوں کے ساتھ تصفیہ کرنے میں اس قسم کے نامعقول بہانوں سے لیت و لعل کرتے چلے آ رہے ہیں - انہوں نے سرزمین پنجاب میں - کہ یہی مسلمانوں کے حقوق اور مفاد سے سب سے زیادہ تعلق رکھتی ہے - ایک ایسی سازش کی - جس نے ان کے سابقہ طرز عمل کی بے ہودگی - اور مسلمانوں کے متعلق ان کی نیت کی خرابی کو بالکل واضح کر دیا ہے ؛

پنجاب کی اقلیتوں کا معاہدہ

ڈاکٹر مونجے نے لاہور میں کئی دن قیام اختیار کرکے اور ہندو لیڈروں کے صلاح مشورہ سے یہ تجویز کی - کہ پنجاب کی اقلیتوں کا ایک معاہدہ قرار دیا جائے - اور اس طرح مسلمانان پنجاب کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کرنے کی کوشش کی جائے - اس کے لئے انتہائی راز داری کے ساتھ یہ تجویز کی گئی - کہ پنجاب میں ہندوؤں کو اٹھائیس فیصدی سکھوں کو تیس فیصدی اور عیسائیوں کو دو فیصدی نشستیں دی جائیں - اس سمجھوتہ کی بنا پر مسلمانوں کے مقابلہ میں متحدہ محاذ قائم کرنے کی کوشش کی گئی ؛

عیسائیوں کو ساتھ ملانے کی کوشش

سکھ چونکہ پولیٹکل لحاظ سے ہندوؤں کا ہی حصہ ہیں - اور شروع سے ہی مسلمانوں کے مقابلہ میں ہندوؤں کے ساتھ متحد ہیں - اس لئے ان سے تو کسی قسم کا سمجھوتہ کوئی حقیقت ہی نہ رکھتا تھا - مدنظر صرف یہ تھا - کہ عیسائیوں کو بھی ہندو اپنے ساتھ ملا لیں - اور چونکہ ہندوؤں میں سے عیسائی ہونے والے بعض افراد کے متعلق جو باوجود عیسائی کہلانے کے ہندوانہ ذہنیت رکھتے ہیں - ہندوؤں کو یہ خیال تھا - کہ وُہ عیسائیوں کی طرف سے اس معاہدہ میں شامل ہو جائیں گے - اس لئے یہ تجویز کی گئی ؛

عیسائیوں کی دُور اندیشی

لیکن عین موقعہ پر عیسائیوں نے دُور اندیشی - اور تدبر سے کام لیتے ہوئے نیز ہندوؤں کی خود غرضیوں کے پیش نظر یہ اعلان کر دیا کہ وُہ اس قسم کے کسی معاہدہ میں شامل ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں - اس طرح ہندوؤں کی یہ سازش ناکامی کی نذر ہو گئی - وُہ ہاتھ ملتے رہ گئے - اور اس طرح مسلمانوں کے متعلق ان کی ذہنیت ایک دفعہ پھر الم نشرح ہو گئی -

ہندوؤں کے نامعقول عذرات

نیز ثابت ہو گیا۔ کہ مسلمانوں سے حقوق کے تصفیہ کے متعلق جو عذرات ان کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں۔ ان کی نامعقولیت اور بیہودگی میں کوئی شک و شبہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اس وقت تک مسلمانوں سے اس لئے تصفیہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کہ ہندوؤں کو خود کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اور سب کچھ انگریزوں کے قبضہ میں ہے۔ تو پھر سکھوں اور عیسائیوں کے حقوق کی تعیین وہ کس مونہہ سے کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور کیونکر انہوں نے پنجاب کی اقلیتوں کا معاہدہ مرتب کر لیا۔ کیا اس سے ظاہر نہیں ہے کہ ہندوؤں کے نزدیک بھی حقوق کا تصفیہ انگریزوں سے ہندوستان کی حکومت حاصل کرنے سے قبل ضروری ہے۔ اور مسلمانوں سے جو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ پہلے ہندوؤں سے مل کر ہندوستان سے انگریزوں کو نکال دو۔ اور پھر اپنے حقوق کی تعیین کراؤ۔ یہ محض اس لئے ہے۔ کہ مسلمانوں کو ان کے حقوق سے محروم رکھا جائے۔

انصاف کش تقسیم

اس کے علاوہ پنجاب کی اقلیتوں کا جو معاہدہ ہندوؤں نے تجویز کیا۔ اس سے بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے متعلق ہندوؤں کے دلوں میں عدل و انصاف کا ایک شائبہ تک موجود نہیں۔ اور وہ ہر وقت انہیں ملیا میٹ کرنے کے منصوبوں میں مصروف ہیں۔ پنجاب کی اقلیتوں کے لئے جن سے مراد ہندو سکھ اور عیسائی تھے۔ جو معاہدہ تجویز کیا گیا۔ اس کا مفاد یہ تھا۔ کہ اٹھارہ فیصدی ہندوؤں کو ۲۸ فیصدی۔ گیارہ فیصدی سکھوں کو تیس فیصدی۔ اور عیسائیوں کو ۲ فیصدی نشستیں حاصل ہوں۔ گویا پنجاب کے ہندو سکھ اور عیسائی مجموعی طور پر ساٹھ فیصدی نشستیں حاصل کر لیں۔ اس کے علاوہ کچھ نشستیں خاص مفادوں اور خاص حلقوں کے ذریعہ ان کو مل جائیں مثلاً یونیورسٹی کی نشست، صنعت و حرفت اور تجارت کی نشستیں عورتوں اور مزدوروں کی نشستیں۔ ان کے مقابلہ میں ستاون فیصدی مسلمان ۳۰۔ یا زیادہ سے زیادہ ۳۵۔ فیصدی نشستیں پا سکیں۔

عیسائیوں سے مذاق

اس تقسیم میں مسلمانوں کو باوجود پنجاب کی تمام اقوام سے زیادہ آبادی رکھنے کے جو حصہ دیا گیا۔ وہ تو ظاہر ہی ہے لیکن عیسائیوں سے بھی محض مذاق ہی کیا گیا۔ بے شک عیسائیوں کی آبادی تھوڑی ہے۔ لیکن اگر ۱۸ فیصدی ہندو اپنے لئے اٹھائیس فیصدی نشستیں تجویز کر سکتے ہیں۔ اور گیارہ فیصدی سکھوں کو تیس فیصدی نشستوں کا حق دار سمجھا جا سکتا ہے۔ جس کی بنا اس اصل پر رکھی گئی ہے۔ کہ تھوڑی اقلیت کو اکثریت کے مقابلہ میں زیادہ نیابت ملنی چاہیئے۔ تو کیوں اسی اصل کے ماتحت عیسائیوں کو سکھوں سے بھی زیادہ نشستیں نہیں دی گئیں۔ ان کے لئے کم از کم ۳۲ فیصدی نشستیں چاہیئے تھیں۔

سکھوں اور عیسائیوں کا حق

علاوہ ازیں جب سکھ اس "دلیل" کی بنا پر اپنی آبادی کی نسبت بہت زیادہ نیابت کے مستحق سمجھے گئے۔ کہ ایک وقت پنجاب میں ان کی حکومت تھی۔ تو عیسائیوں کے پاس اس سے بہت زیادہ زبردست یہ دلیل موجود ہے۔ کہ کسی گزشتہ زمانہ میں نہیں۔ بلکہ اسی وقت نہ صرف پنجاب میں بلکہ تمام ہندوستان میں ان کی حکومت ہے۔ اور چونکہ وہ ہندوؤں اور سکھوں کے مقابلہ میں اقلیت میں ہیں۔ اس لئے ان سے زیادہ انہیں نشستیں ملنی چاہئیں۔ جس طرح سکھوں کو ہندوؤں سے قلیل التعداد ہونے کے باوجود زیادہ دی گئی ہیں۔ ان وجوہات کی بنا پر ان کے لئے ۳۲ فیصدی نشستیں قرار دینی چاہیئے تھیں۔ اور اس میں ہندوؤں اور سکھوں کا کوئی نقصان بھی نہ تھا۔ وہ تو اپنے حصے مقرر کر ہی چکے تھے۔ عیسائیوں کو جو کچھ دیا جاتا۔ مسلمانوں کے حصے سے دیا جاتا۔ اور مسلمان چونکہ پنجاب میں سب سے بڑی اکثریت ہیں۔ اس لئے انہیں اقلیت میں منتقل کر دینا عین آئین انصاف کا مقتضا سمجھا جاتا۔

ہندوؤں کی افسوسناک ذہنیت

یہ ہے وہ عدل و انصاف جس کا ثبوت ہندوؤں اور سکھوں نے مسلمانوں کے متعلق حال میں پیش کیا ہے یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ اسے بروئے کار لانے میں انہیں سخت ناکامی ہوئی۔ اور اس قدر ناکامی ہوئی ہے۔ کہ شرم و ندامت کے ساتھ ان کے سر جھک گئے ہیں اور اب یہ کہا جا رہا ہے۔ کہ اس معاہدہ کے متعلق پنجاب کی ہندو سبھا کو کوئی "باقاعدہ" اطلاع نہ تھی۔ لیکن اس میں کیا شک ہے۔ کہ یہ نہ صرف پنجاب کے سرکردہ ہندو لیڈروں کے صلاح مشورہ سے بلکہ ہندوستان کے دوسرے ہندو لیڈروں کے منشاء کے ماتحت تجویز کی گئی تھی۔ اور اس لئے کی گئی تھی۔ کہ پنجاب میں مسلمانوں کی اکثریت کو اقلیت میں بدلنے کے لئے حکومت پر زور ڈالا جائے اور مسلمانوں کو ان کے حقوق سے محروم کر کے اقلیتوں کو ان پر ہمیشہ کے لئے مسلط کر دیا جائے۔ مسلمانوں کے ساتھ ہی ہندوؤں نے اچھوتوں کو بھی بے انصافی کا شکار بنایا۔ اور انہیں نیابتی حقوق سے بالکل محروم کر دیا۔

ہندو انصاف و رواداری سے محروم ہو چکے

اس سازش میں ہندوؤں اور سکھوں کی ناکامی بے شک ان کے لئے سیاہی کا ٹیکہ ہے۔ لیکن مسلمانوں کے لحاظ سے ان کی کامیابی یا ناکامی ایک ہی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ اگر اس قسم کا کوئی معاہدہ ہو جاتا۔ تو بھی۔ اور اب جبکہ نہیں ہو سکا۔ تو بھی مسلمانوں پر واضح ہو چکا ہے۔ کہ ہندوؤں کے قلوب سے انصاف اور رواداری اسی طرح نکل چکی ہے۔ جس طرح کبوتر اپنے گھونسلے سے اڑ جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کے متعلق وہ قطعاً انصاف سے کام لینے کے قابل نہیں ہیں۔

ریاست کشمیر کا ایک عجیب و غریب قانون

اخبار "ملاپ" (۱۶ جون) میں جموں سے موصول شدہ یہ خبر شائع ہوئی ہے۔ کہ

"ریاست کے قانون بے رحمی میں ترمیم کے لئے ایک نیا قانون بنایا گیا ہے جس کے رو سے ایک بکری کی کھال کا جو کہ بلاوجہ ظالمانہ طریق پر ذبح کی گئی ہو قبضہ میں رکھنا بھی مستوجب سزا ہو گا جس کے لئے ایک سو روپیہ جرمانہ یا تین ماہ قید یا ہر دو سزائیں دی جا سکیں گی"!

معلوم نہیں "بلاوجہ" اور "ظالمانہ طریق پر ذبح" کرنے سے کیا مراد ہے۔ اگر اس کی تشریح کر دی جاتی تو معلوم ہو سکتا۔ کہ کن لوگوں کو مدنظر رکھ کر یہ قانون تجویز کیا گیا ہے۔ اگر بلاوجہ سے مراد یہ ہے۔ کہ جب تک ریاستی حکام کسی امر کو "وجہ" قرار دے کر ذبح کرنے کی اجازت نہ دیں۔ اس وقت تک بکری کا ذبح کرنا بھی منع ہو۔ تو یہ رعایا کی عام آزادی میں ناقابل برداشت دست اندازی ہے۔ ہر شخص جو بکری ذبح کرے ذبح کرنے کی وجہ کا خود فیصلہ کر سکتا ہے۔ اور ہر شخص کا یہ حق ہے۔ کہ ایسی باتوں میں آزاد ہو۔

اسی طرح ظالمانہ طریق پر ذبح کرنے سے مراد اگر جھٹکہ کرنا یا دیوی دیوتا کی بھینٹ چڑھانا ہو۔ تو یہ بالکل درست ہے۔ کیونکہ جانور کو نہایت وحشیانہ اور ظالمانہ طریق سے مارا جاتا ہے۔ لیکن ذبح کرنے کا اسلامی طریق قطعاً ظالمانہ نہیں کہلا سکتا۔ اور نہ کوئی مسلمان یہ برداشت کر سکتا ہے۔ کہ اسے "ظالمانہ" قرار دے کر اس پر کسی قسم کی پابندی عائد کی جائے۔

بہرحال یہ معلوم ہونا ضروری ہے۔ کہ اگر کوئی اس قسم کا قانون پاس ہونے والا ہے۔ تو اس کا نشانہ کن لوگوں کو بنایا گیا ہے۔ اور کیا مہاراجہ کالون کے زمانہ میں بھی اس قسم کے قوانین پاس ہوتے رہیں گے۔ جن کے لئے ریاست جموں و کشمیر خاص طور پر مشہور ہے۔

مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی کوششیں

ہندو شور تو یہ مچا رہے تھے۔ کہ مسلمان لیڈر اور خصوصاً سر فضل حسین صاحب ولایت اس لئے جا رہے ہیں۔ کہ فرقہ وارانہ مسائل کا مسلمانوں کے حق میں فیصلہ کرائیں۔ لیکن دراصل خود اس کوشش میں تھے۔ کہ جس طرح ممکن ہو۔ انگلستان کے ارباب حل و عقد کو مسلمانوں کے متعلق غلط فہمیوں میں مبتلا کر کے ان کے حقوق کو تلف کرائیں۔ چنانچہ پنجاب کی اقلیتوں کے معاہدہ میں ناکامی کا منہ دیکھنے کے بعد ڈاکٹر مونجے خود انگلستان روانہ ہو گئے۔ اور جاتے ہوئے نمائندہ پریس کو یہ بتا گئے ہیں۔ کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ فرقہ وارانہ سوال کے متعلق اپنا فیصلہ جلد دینے والی ہے اور کانگرس گورنمنٹ کا مقابلہ کر رہی ہے۔ اس لئے مجھے ہندوؤں کا نقطۂ نگاہ پیش کرنے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ میں اس غرض سے لندن جا رہا ہوں مسٹر راجا جی میرا ساتھ دینے کے لئے چند دنوں تک لندن پہنچ جائیں گے۔

اسلام پر اعتراضات کے جواب

قرآن مجید میں کوئی بات خلاف عقل و فہم نہیں!

عیسائیوں کا ایک اعتراض

قرآن مجید کی بعض آیات کا صحیح مفہوم نہ سمجھنے کی وجہ سے عیسائی عموماً یہ اعتراض کیا کرتے ہیں۔ کہ اسلام میں بعض خلاف عقل باتیں پائی جاتی ہیں۔ اور اس سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں۔ کہ قرآن مجید اللہ تعالےٰ کی طرف سے نازل شدہ کتاب نہیں۔ اس قسم کی باتوں میں سے ایک یہ پیش کی جاتی ہے کہ قرآن میں آتا ہے۔ والقیٰ فی الارض رواسی ان تمید بکم کہ پہاڑوں کے پیدا کرنے سے منشاء یہ ہے۔ کہ وہ زمین کو ہلنے سے باز رکھیں لیکن یہ درست نہیں۔ اور خلاف عقل ہے۔

تخلیق کوہسار

اس اعتراض کی کمزوری عیاں کرنے کے لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وہ آیات درج کی جائیں۔ جنہیں اللہ تعالےٰ نے یہ ذکر فرمایا ہے۔ اور ان کا اصل مطلب بیان کیا جائے۔ سورۃ نحل میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ والقیٰ فی الارض رواسی ان تمید بکم وانھاراً وسبلاً لعلکم تھتدون۔ اور سورۃ انبیاء میں آتا ہے وجعلنا فی الارض رواسی ان تمید بھم وجعلنا فیھا فجاجاً سبلاً لعلھم یھتدون ان ہر دو آیات میں تمید کا لفظ ہے جس سے مخالفین اسلام نے ٹھوکر کھائی ہے۔ حالانکہ لغت عرب میں اس لفظ کے جو معانی بیان کئے گئے ہیں۔ ان کے رو سے بات بالکل صاف ہے۔

پہاڑوں کے فوائد

مفردات القرآن جو امام راغب کی تصنیف ہے۔ اور نہایہ ابن اثیر کے حاشیہ پر ہے۔ اسکی جلد ۴ صفحہ ۱۲۳ پر لکھا ہے مادنی یمیدنی ای اطعمنی یعنے مادنی کے معنے یہ ہوا کرتے ہیں۔ کہ فلاں نے مجھے کھانا کھلایا۔ اس لحاظ سے آیات مرقومہ بالا کے یہ معنے ہوئے کہ ہم نے زمین میں پہاڑ رکھے۔ تاکہ وہ تمہیں کھانا کھلائیں۔ اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ پہاڑوں کا یہ فائدہ اظہر من الشمس ہے۔ اللہ تعالےٰ کا قانون ہے۔ کہ پہاڑوں پر برف پڑتی اور پگھل کر دریا چشمے اور ندیاں جاری ہوتی ہیں۔ پھر یہی پانی کنوؤں میں جاتا ہے۔ اور ان چشموں دریاؤں۔ ندیوں۔ نالوں اور کنوؤں سے کھیت سرسبز ہوتے اور مخلوق ان کے لئے طعام پیدا کرتے ہیں۔

قرآن مجید کی ایک اور آیت انہی معانی کی تائید کرتی ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وانزل من السماء ماءً فاخرج بہ من الثمرات رزقاً لکم فلا تجعلوا للہ انداداً وانتم تعلمون کہ خدا ہی ہے۔ جو بلندیوں سے پانی اتارتا۔ اور اس کے ذریعہ تمہارے طعام کے لئے مختلف قسم کے پھلوں کا انتظام کرتا ہے۔ پس ایسے خدا کو جانتے ہوئے تم کس طرح شرک کر رہے ہو۔ پس اس مفہوم کے لحاظ سے کوئی اعتراض نہیں پیدا ہوتا۔

قرار ارض کا موجب

دوسرے معنے اس لفظ کے یہ ہیں۔ کہ المید اضطراب الشیء العظیم کاضطراب الارض (مفردات القرآن)

قاموس میں آتا ہے۔ ماد یمید میداً و میداناً تحرک (جلد ۱ صفحہ ۳۳۹) یعنے ماد کے معنے حرکت اور اضطراب کے ہیں۔ اس لحاظ سے آیت بالا کے یہ معنے ہوں گے۔ کہ ہم نے پہاڑ اس لئے بنائے ہیں۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ زمین کے ثبات و قرار میں خلل واقع ہو۔ چنانچہ علوم جدیدہ علم طبقات الارض کی تحقیق اور حال کے مشاہدات سے یہ امر واضح ہو چکا ہے۔ کہ درحقیقت زمین کا ثبات و قرار اللہ تعالےٰ نے کوہساروں پر منحصر رکھا ہے۔ چنانچہ یہ تسلیم شدہ امر ہے۔ کہ یہ زمین جس پر ہم بستے ہیں۔ ابتداء میں ایک آتشین گیس تھی۔ پھر بتدریج آتشین مادہ سرد ہوتا گیا۔ اور اوپر سے سخت اور منجمد ہو گیا۔ چنانچہ اب بھی زمین کے عمق کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ۲۶ میل نیچے ایسا ناری مادہ موجود ہے جس کی گرمی انسانی تصور سے بالا ہے۔ غرض جب زمین موجودہ حالت میں نہ تھی۔ اس وقت اس کے اس ناری سمندر کی موجوں کا کوئی مانع نہ تھا۔ اور چونکہ حرارت حرکت کا موجب ہوا کرتی ہے۔ اس لئے زمین کے اندر سے بڑی کثرت سے مواد نکلے۔ اور ان سے پہاڑوں کے سلسلے پیدا ہو گئے۔ اور انہوں نے آتشی سمندر کی موجوں کو دبا لیا۔ اس طرح زمین جانداروں کی بود و باش کے قابل ہو گئی۔ اس فلسفہ کو اللہ تعالےٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ والقیٰ فی الارض رواسی ان تمید بکم اور دوسری جگہ فرمایا۔ الم نجعل الارض مہاداً والجبال اوتاداً (پ ۳۰ سورۃ النباء) یعنے کیا زمین کو ہم نے تمہارے لئے بمنزلہ بچھونے اور پہاڑوں کو زمین کے لئے بمنزلہ میخوں کے نہیں بنایا۔

زمین کے ساتھ پہاڑوں کی گردش

قاموس میں تیسرے معنے یہ بیان کئے گئے ہیں۔ کہ مادھم اصابھم دوار والمائدۃ الدائرۃ من الارض یعنے ماد کے معنے چکر کھانے کے ہیں۔ اس لحاظ سے آیت کے یہ معنے ہوئے کہ ہم نے زمین پر پہاڑ رکھے ہیں۔ جو تمہارے ساتھ چکر کھاتے ہیں۔ یہ الٰہی طاقت و قوت کا ذکر ہے۔ کہ اس کی قدرت کے ماتحت اتنے بڑے بڑے پہاڑ بھی زمین کے ساتھ چکر کھاتے ہیں۔ اور باوجود اس کے نظام ارضی میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔ اس مفہوم کی طرف قرآن کریم کی یہ آیت بھی اشارہ کرتی ہے۔ وتری الجبال تحسبھا جامدۃ وھی تمر مر السحاب (پ ۲۰۔ سورۃ النمل) یعنی تو پہاڑوں کو دیکھ کر گمان کرتا ہے۔ کہ وہ مضبوط اور جمے ہوئے ہیں حالانکہ وہ بادل کی طرح اڑے جا رہے ہیں۔ یعنے پہاڑ زمین کے ساتھ حرکت کرتے ہیں۔ ان معانی کے لحاظ سے آیت موصوفہ بالا پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔

445

ایک اور اعتراض

ایک اور اعتراض یہ کیا جاتا ہے۔ کہ شہب کے متعلق اسلامی نظریہ یہ ہے کہ وہ تیر ہیں۔ جو فرشتے شیاطین کو اس وقت مارتے ہیں۔ جب وہ ملاء اعلیٰ کی باتیں سننے کے لئے آسمان کی طرف جاتے ہیں۔ مگر یہ بھی خلاف عقل بات ہے۔

جس آیت کی بناء پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے۔ انا زینا السماء الدنیا بزینۃ الکواکب وحفظاً من کل شیطان مارد لا یسمعون الی الملاء الاعلیٰ ویقذفون من کل جانب دحوراً ولھم عذاب واصب الا من خطف الخطفۃ فاتبعہ شہاب ثاقب (صافات)

شیاطین سے مراد

سب سے پہلی بات یہ بیان کرنی ضروری ہے۔ کہ شیطان مارد سے کیا مراد ہے۔ آیا ابلیس یا اس کی ذریت یا انسانوں میں سے ہی ناپاک وجود۔ سو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ شیطان مارد سے مراد ہرگز کوئی خاص قسم کی مخلوق نہیں۔ بلکہ وہ لوگ مراد ہیں۔ جو انسانوں کے اندر فتنہ و شرارت پیدا کرتے ہیں۔ اور گمراہی کا موجب بنتے ہیں وہ ہر وقت غیب کی باتوں کی ٹوہ میں لگے رہتے ہیں۔ اور ہر دم اسی فکر اور اضطراب میں ہوتے ہیں۔ کہ کسی پوشیدہ امر کا پتہ چل جائے۔ تا لوگوں کے قلوب پر اپنا سکہ بٹھا سکیں۔ آیات قرآنی سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اپنا تعلق ستاروں سے ظاہر کرتے ہیں۔ یعنے وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ ستاروں کو دیکھ کر اور ان کی چالوں سے اندازہ لگا کر آئندہ کی خبریں دیتے ہیں۔ مگر ان کی اکثر باتیں غلط اور نادرست ہوتی ہیں۔ جیسا کہ لا یسمعون الی الملاء الاعلیٰ اور یقذفون من کل جانب سے ظاہر ہے۔ پس یہ کاہنوں اور منجموں کا گروہ ہے۔ جو دعوےٰ کرتے ہیں کہ وہ نجوم سے علم حاصل کر کے آئندہ کی خبریں بتا سکتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی مختلف موقعوں پر شیطان کا لفظ برے انسانوں کے حق میں استعمال کیا گیا ہے۔ جیسا کہ منافقین کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا واذا خلوا الیٰ شیٰطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون۔ یعنے کچھ ایسے لوگ ہیں۔ جو مسلمانوں سے جب ملتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ ہم بھی مسلمان ہیں لیکن جب اپنے

ساتھیوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ مسلمانوں سے تو محض تمسخر کرتے ہیں۔ پس شیاطین سے مراد بدکردار انسان ہی ہیں۔ اور یہی معنے قابل قبول ہیں

تفاسیر کی شہادت

تفسیر فتح البیان جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۱ پر زیر آیت انا زینا السماء الدنیا بمصابیح وجعلناھا رجوماً للشیاطین لکھا ہے۔ معنی الآیۃ وجعلناھا ظنونا ورجوما بالغیب لشیاطین الانس وھم المنجمون کہ شیاطین سے مراد منجم انسان ہیں۔

تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان جلد ۲۹ برحاشیہ ابن جریر صفحہ ۶ پر انتیسویں پارے کی اسی آیت کے ماتحت لکھا ہے، ھم الاحکامیون من اھل التنجیم یعنے ان سے مراد وہ اہل نجوم ہیں۔ جو ستاروں کو دیکھ کر مختلف قسم کی پیشگوئیاں کیا کرتے ہیں۔

ابن اثیر نے بھی شیاطین سے مراد نجومی اور کاہن لئے ہیں جیسا کہ لکھتے ہیں۔ اراد بالرجوم الظنون التی تحرز وتظن ومنہ قولہ تعالٰے ویقولون خمسۃ سادسھم کلبھم رجماً بالغیب۔ وما یعانیہ المنجمون من الحدس والظن والحکم علی اتصال النجوم وافتراقھا وایاھم عنی بالشیاطین لانھم شیاطین الانس (نہایہ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۰) یعنے رجماً بالغیب سے مراد وہ واہی خیالات ہیں۔ جن سے مختلف گمان کئے جاتے ہیں اور رجوماً للشیاطین سے مراد بھی وہی اٹکل کے تکے ہیں۔ جو منجم لوگ اپنے افکار کو استعمال کر کے ستاروں کے ملنے اور جدا ہونے پر نظر رکھ کر غیب کی باتوں میں چلاتے ہیں۔ اور انہی کاہنوں اور منجموں کو شیاطین کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ انسانوں کے لئے باعث عار بنتے ہیں پس شیاطین سے مراد کاہنوں اور منجموں کا گروہ ہے جو ستاروں نجوم اور کواکب کے نام سے پیشگوئیاں کرتے رہتے ہیں۔

آیت کا مطلب

پس حفظاً من کل شیطان مارد کا یہ مطلب ہے کہ ان منجموں اور کاہنوں کو علم غیب میں کچھ بھی دسترس نہیں۔ دوسری جگہ رجوماً للشیاطین کہکر صاف طور پر بتلایا۔ کہ یہ محض ظنون اور اٹکلیں ہیں۔ جو وہ دوڑاتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم ستاروں سے علم حاصل کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ محض اٹکل پچو باتیں ہیں۔ پس خدا تعالٰے فرماتا ہے۔ کہ یہ لوگ غیب گوئی پر ہرگز قادر نہیں۔ پھر فرمایا لا یسمعون الی الملاء الاعلٰے ملاء اعلٰے کی باتوں کو یہ نہیں سن سکتے۔ یعنے عالم بالا کے اسرار ان پر منکشف نہیں ہو سکتے۔ ویقذفون من کل جانب دحوراً بلکہ بوجہ جھوٹے ہونے کے ہر طرف سے ان پر دھتکار ہی پڑتی ہیں ولھم عذاب واصب اور نجومیوں اور کاہنوں کو پیشگوئیوں کے جھوٹا ہونے کے سبب شرم وندامت کی تکلیف ہمیشہ لازمی طور پر رہتی ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ سخت عذاب کے مستحق ہیں۔ کیونکہ وہ جھوٹ بولتے اور افترا سے کام لیتے ہیں۔ الا من خطف الخطفۃ جب انسان اٹکل پچو باتیں کرتا۔ اور قیاس سے کام لے کر آئندہ کی خبریں بتلاتا ہے۔ تو سو باتوں میں دو چار سچی بھی نکل آتی ہیں۔ اس لئے ان باتوں میں سے بعض کو جو صحیح نکل آتی ہیں۔ استراق سمع قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا الا من استرق السمع فاتبعہ شہاب مبین (پ ۱۴)

استراق سمع کی نسبت شیاطین کی طرف ہے

استراق سمع سے مراد فرشتوں کی باتیں چھپکر سننا نہیں، کیونکہ ایک دوسرے موقعہ پر القائے سمع شیاطین کی طرف منسوب کیا گیا ہے جیسا کہ فرمایا۔ ھل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم یلقون السمع واکثرھم کذبون (شعرا) پس جسطرح القائے سمع فرشتوں کی جانب منسوب نہیں۔ اسیطرح استراق سمع بھی فرشتوں کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ اسی استراق سمع کو دوسری جگہ خطف الخطفۃ کے الفاظ میں ادا کیا گیا ہے۔ اور اگر کوئی ایک آدھ بات پوری بھی ہو جائے۔ تو فاتبعہ شہاب ثاقب۔ اس کے پیچھے شہاب ثاقب لگایا جاتا ہے۔

شہاب سے مراد

سوال یہ ہے۔ کہ آیا شہاب سے مراد یہ ظاہری شہاب ہیں جو آسمان میں نظر آتے ہیں یا کوئی اور اس پر ذیل کی آیت سے روشنی پڑتی ہے۔ سورہ جن میں منجم خود اقرار کرتے ہیں۔ انا کنا نقعد منھا مقاعد للسمع فمن یستمع الآن یجد لہ شھاباً رصدا ہم پہلے امور غیبیہ اخذ کرنے کے لئے بیٹھا کرتے تھے لیکن اب جب ہم کوئی بات سننا چاہتے ہیں۔ تو ایک شعلہ پاتے ہیں۔ جو ہم پر گرتا ہے پس یہ شہاب ظاہری جو رات کو آسمان پر کبھی کبھی نظر آتے ہیں۔ پہلے بھی تھے۔ لیکن آیت کہتی ہے۔ کہ پہلے ایسے نجومی آزادی سے اپنا کام کر لیتے تھے۔ مگر اب ان سے کچھ اور سلوک ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہاں شہاب سے مراد ظاہری شہاب نہیں۔ بلکہ اس سے استعارۃً کوئی ایسی روشنی مراد ہے۔ جو ان کاہنوں کے اس اثر کو جو دو چار باتوں کے صحیح ہو جانے سے پڑ سکتا تھا۔ زائل کر دیتی ہے۔ اور وہی وقت اور اس کی کھلی کھلی پیشگوئیاں ہیں۔ جو نجومیوں کی دھندلی پیشگوئیوں کو باطل کر دیتی ہیں۔

کواکب کی رفتار اور علوم جدیدہ

پس اس آیت کریمہ میں کاہنوں اور منجموں کی پیشگوئیوں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے۔ کہ وہ اکثر جھوٹی ہوتی ہیں۔ البتہ ستاروں۔ چاند اور سورج وغیرہ کی رفتار و منازل سے جو واقعات تجربہ شدہ بیان کئے جائیں۔ وہ ایک علم اور صحیح علم ہے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا وقدرہ منازل لتعلموا عدد السنین والحساب (پ ۱۱ سورہ یونس) وہی خدا ہے جس نے آفتاب کو چمکتا ہوا بنایا۔ اور چاند کو روشن اور اس کی منازل مقرر کر دیں۔ تاکہ تم لوگ برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔

زمین و آسمان کی پیدائش

اسی طرح قرآن مجید کی آیت کریمہ خلق السموات والارض وما بینھما فی ستۃ ایام کو اس لحاظ سے خلاف عقل قرار دیا جاتا ہے۔ کہ اس میں بیان کیا گیا ہے۔ زمین و آسمان کی پیدائش چھ دن میں ہوئی۔ حالانکہ سائنس کی تحقیق نے یہ امر ثابت کر دیا ہے۔ کہ دنیا کا تمام عجائب خانہ مادہ کے خواص ارتقائی سے ظہور میں آیا ہے۔ اور لاکھوں بلکہ کروڑوں سال کے عرصہ میں ہر ایک چیز مختلف دوروں میں سے گذرتی ہوئی اپنے مرتبہ کمال کو پہنچی ہے۔ لیکن قرآن نے اس ثابت شدہ حقیقت کیخلاف یہ نظریہ پیش کیا ہے۔ کہ دنیا کی پیدائش چھ دن میں ہوئی

یہ اعتراض بھی قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ وجہ یہ کہ بے شک اس آیت میں یوم کا لفظ آیا ہے۔ مگر اس سے مراد چوبیس گھنٹوں کا دن نہیں۔ وہ لوگ جو زبان عربی سے واقفیت رکھتے ہیں۔ جانتے ہیں۔ کہ لغت عرب میں یوم کا لفظ جہاں دن کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ وہاں بسا اوقات اس کے معنے وقت اور زمانہ کے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ جاہلیت کے شعراء عرب بکثرت یوم کا لفظ اسی مفہوم میں استعمال کرتے رہے ہیں۔ اور قرآن مجید میں بھی یوم ایک لمبے زمانہ کے لئے آیا ہے۔ پس اس جگہ یوم سے مراد زمانہ ہے۔ نہ کہ عام عرفی دن۔ اس لحاظ سے آیت کریمہ کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے دنیا کو چھ مختلف زمانوں میں درجہ بدرجہ پیدا کیا۔ اور اس حقیقت پر سائنس کوئی اعتراض نہیں کر سکتی۔ کیونکہ سائنس خود تسلیم کرتی ہے۔ کہ یہ عالم آہستہ آہستہ مختلف دوروں میں سے گزر کر اس حالت کو پہنچا ہے۔ علاوہ ازیں آیت قرآنی کا یہ مفہوم بیان کرنے والوں نے یہ نہیں سوچا۔ کہ یہ عرفی دن تو سورج کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن جس زمانے کا اس آیت میں ذکر ہے۔ وہ سورج اور زمین سے بہت پہلے کا ہے جیسا کہ آیت میں آتا ہے۔ کہ ہم نے آسمان زمین سورج چاند سیارے اور ستارے غرض سب کو چھ یوم میں پیدا کیا۔ پس لامحالہ ان سے مراد وہ ایام ہوں گے۔ جو ان شمسی دنوں سے پہلے کے ہوں اور وہ وہی ہیں۔ جنہیں زمانہ اور وقت کہا جا سکتا ہے۔ پس ہم اگرچہ یہ تو نہیں کہہ سکتے۔ کہ زمین و آسمان کتنے سالوں میں بنے۔ مگر بہرحال یہ ضرور جانتے ہیں کہ ان عرفی چھ ایام میں نہیں بنے۔ کیونکہ یہ یوم سورج اور زمین سے بنے ہیں۔ اور جب سورج تھا ہی نہیں۔ تو یہ دن کہاں سے آ گئے غرض ان چھ ایام سے مراد چھ لمبے زمانے اور دور ہیں۔ خواہ ایک ایک دور لاکھوں سال کا ہو۔ خود قرآن مجید میں یوم کا لفظ ہزار بلکہ پچاس ہزار سال کے لمبے زمانہ پر بھی استعمال کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ان یوماً عند ربک کالف سنۃ مما تعدون نیز فرماتا ہے تعرج الملائکۃ والروح الیہ فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنۃ پس اس آیت میں چھ لمبے زمانوں کا ذکر ہے۔ جن میں زمین و آسمان کی پیدائش ہوئی ؛

(باقی آئندہ)

مذاہب غیر

مختلف امراض کے اسباب اور علاج
ازروئے ویدک دہرم

ہندوؤں کی توہم پرستی

ویدک دہرم جسے آریہ سماج پیش کرتی ہے۔ اور جس کی بنیاد صرف نصف صدی قبل سوامی دیانند نے رکھی ہے سناتن دہرم یعنی اصلی ہندو مذہب سے بالکل مختلف ہے نئی روشنی کے زیر اثر آریوں نے کوشش کی ہے کہ اپنے دہرم کو اصلاح یافتہ صورت میں پیش کریں۔ لیکن انہیں کوئی زیادہ کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ بے شک سوامی دیانند اور دوسرے ہندو لیڈروں کی آنکھیں اسلام کی روشنی نے کھول دیں لیکن آخر وہ کہاں تک پرواز کر سکتے تھے۔ ایک حد تک انہوں نے توہمات پرستی کی دلدل سے نکلنے کی کوشش کی۔ لیکن ابھی تک بہت سی باتیں جو بالکل مضحکہ خیز معلوم ہوتی ہیں۔ جنہیں نہ کوئی قانون قدرت سے کوئی تعلق ہے اور نہ عقل و دانش سے ہندوؤں کے معتقدات میں شامل ہیں۔ ذیل میں ہندوؤں کے بعض دلچسپ عقائد درج کئے جاتے ہیں:۔

امراض کی اقسام اور ہندو فلسفہ

عوارض و امراض کے متعلق ہندو فلسفہ ہمیں بتاتا ہے کہ یہ گذشتہ جنم کی بداعمالیوں کے نتیجہ میں انسان کو بطور سزا لاحق ہوتے ہیں۔ ان کے ہاں امراض تین اقسام کے ہیں ایک وہ جو دوا دارو سے دور ہو جاتے ہیں۔ دوسرے وہ جن کے ازالہ کے لئے جھاڑ پھونک اور منتر ٹوٹکہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور تیسری قسم کے امراض وہ ہیں جنہیں دور کرنے کے لئے مذکورہ بالا دونو اقسام کا علاج ضروری ہے

آئین اکبری اور ہندو قوم کے حالات

شہنشاہ اکبر کے وزیر علامہ ابوالفضل نے اپنی مشہور تصنیف آئین اکبری میں آئین مملکت اور قوانین سلطنت کا مفصل و مکمل حال لکھنے کے ساتھ ہندو قوم کے رسم و رواج اعتقادات۔ اور تمدنی اصول پر بھی سیر کن بحث کی ہے۔ اور نہایت دلچسپ امور جمع کر دئے ہیں چنانچہ بتایا ہے کہ ہندوؤں کے نزدیک مختلف امراض کے وجوہ اور اسباب و علل کیا ہیں۔ اور ان کا علاج کیا ہے۔ بعض بیماریوں کے اسباب اور ان کا علاج اس سے اخذ کر کے ہم ناظرین کے معلومات میں اضافہ کے لئے پیش کرتے ہیں۔

درد سر

ہندوؤں کا عقیدہ ہے کہ درد سر اس شخص کو ہوتا ہے جس نے گذشتہ جنم میں اپنے والدین سے گستاخی کی ہو۔ اور اس کا علاج یہ ہے۔ کہ دو تولہ سونا لے کر کشیپ اور ادیتی دیوتاؤں کی مورتیاں بنائی جائیں۔ اور انہیں اپنے ماں باپ کا نمائندہ تصور کر کے کسی برہمن کو دیدیا جائے۔

جنون

جنون کی سزا اس شخص کو ملتی ہے۔ جس نے گذشتہ جنم میں اپنے ماں باپ یا گرو کی نافرمانی کی ہو۔ اس کے علاج کے لئے ضروری ہے کہ انسان ایک لقمہ سے اپنی خوراک شروع کر کے ایک مہینہ تک روز ایک لقمہ بڑھاتا جائے۔ اور پھر اسی طرح بالترتیب ایک ایک لقمہ گھٹاتا جائے حتیٰ کہ پھر ایک لقمہ پر آجائے۔ اور اس دوران میں اور کچھ نہ کھائے۔ بس اس سے شفایاب ہو جائیگا۔ لیکن اگر یہ نہ کر سکے۔ تو وہی درد سر والا نسخہ استعمال کرے یعنی سونے کی مورتیاں بناکر برہمنوں کو دیدے۔

مرگی

مرگی اسے ہوتی ہے۔ جس نے کسی دوسرے کے کہنے سے کسی کو زہر سے ہلاک کیا ہو۔ اس کا علاج بھی وہی دو سونے کی مورتیاں ہیں۔ لیکن ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ایک گائے اور بیس سیر تل بھی کسی برہمن کو دان کرے۔ اور مہادیو جی کے نام پر منتر پڑھا یا کرے۔

درد چشم

درد چشم اسے ہوتا ہے۔ جس نے کسی دوسرے کی عورت کو نظر بد سے دیکھا ہو۔ اس کا علاج بھی یہی ہے کہ خوراک کو ایک لقمہ سے شروع کر کے تیس پر اور پھر تیس سے ایک پر لائے عورتوں کو اگر یہ عارضہ ہو۔ تو اس کا سبب بیان نہیں کیا گیا۔ غالبًا اس کا الٹ ہوگا۔

نابینائی

جو لوگ نابینا پیدا ہوتے ہیں۔ یا بچپن میں ہی ان کی بصارت زائل ہو جاتی ہے۔ ان کا جرم یہ ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے گذشتہ جنم میں اپنی ماں کو ہلاک کر ڈالا تھا۔ اگرچہ اس سے شفا ممکن نہیں۔ مگر بطور کفارہ گناہ ضروری ہے کہ ایک تولہ سونا یا ایک گائے خیرات کرے۔ یا بارہ برہمنوں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ یا گھی۔ شہد۔ شکر اور تل کے پنڈے بناکر دس ہزار مرتبہ آگ میں ڈالے مگر سب سے بہتر کفارہ یہ ہے کہ چار تولہ سونے کی ایک کشتی جس پر پتواریں چاندی کی ہوں۔ بنوا کر برہمنوں کو خیرات کر دے۔

درد شکم

درد شکم اس ہندو کو ہوتی ہے جس نے گذشتہ جنم میں کسی غیر مذاہب والے کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھا لیا ہو۔ اس کا علاج تین یوم کا روزہ یا بارہ تولہ چاندی کی خیرات ہے۔

لنگڑا پن

لنگڑا پن کی سزا اس شخص کو ہوتی ہے۔ جس نے پچھلے جنم میں کسی برہمن کے لات ماری ہو۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ایک تولہ سونے کا گھوڑا بنوا کر دان کرے یا پھر ایک سو آٹھ برہمنوں کو عمدہ عمدہ کھانے کھلائے۔

بخار

بخار کی سزا اس شخص کے لئے ہے۔ جس نے کسی بے گناہ کھتری کو جان سے مار دیا ہو۔ اور اس کا علاج یہ ہے کہ ایک گھر معہ ہر قسم کے سامان۔ سات قسم کے اناج کے ہر ایک تینتیس سیر۔ ایک چکی۔ ایک کھرل معہ موسلی۔ پانی پینے کے مختلف اقسام کے برتن۔ انگیٹھی۔ جھاڑو۔ ایک گائے۔ اور حسب توفیق نقد روپیہ دان کرے۔

کھانسی اور بدہضمی

کھانسی کی سزا کسی برہمن کو ہلاک کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے بدہضمی کی شکایت دوسرے لوگوں کے گھروں میں چوری کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

قابل رحم ذہنیت

ان اعتقادات کی لغویت اور مضحکہ خیزی اس قدر مبرہن اور نمایاں ہے۔ اور عقل سلیم انہیں اس طرح دھکے دے رہی ہے کہ ان پر کسی قسم کی جرح قدح کرنا سراسر تضیع اوقات ہے۔ ہر شخص خود ہی ان کی صحیح حیثیت کو سمجھ سکتا ہے۔ اس لئے اس پہلو کو ہم نظر انداز کرتے ہیں۔ دیکھنا صرف یہ چاہیئے۔ کہ ہندو قوم کی ذہنیت کیسی قابل رحم ہے۔ اور اپنے ہی جیسے انسانوں کی غلامی کا طوق یہ اپنی گردن میں ایسی بری طرح ڈال چکی ہے۔ کہ جو کچھ وہ کہیں عقل و دانش۔ فکر و تدبر اور علم سے آنکھیں بند کر کے اس پر ایمان لانا اپنے لئے ذریعہ نجات سمجھتی ہے۔

عجیب و غریب مضحکہ خیزی

ذرا غور کرو۔ اس زمانہ میں جب بیماریوں کے اسباب و علل کی کما حقہ تحقیق ہو چکی ہے۔ اور جب ملیریا۔ ٹائیفائڈ۔ انفلوائنزا اور صدہا قسم کے بخار اور تپ آئے دن ہزاروں لاکھوں انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارتے ہیں یہ بتایا جاتا ہے کہ یہ کسی بے گناہ کھتری کو قتل کر دینے کی سزا ہے۔ حالانکہ چند ہی دنوں میں صرف بخار کے باعث اس قدر مخلوق خدا ہلاک ہو چکی ہے۔ کہ ابتدائے آفرینش سے لے کر اس وقت تک کے تمام کھتریوں کی

فضیلت اسلام

روزوں کے فوائد

تحقیق جدید کی روشنی میں

ارکانِ اسلام پر مخالفین کے اعتراضات

تعلیم اسلام سے ناواقف معترضین ایک لمبے عرصہ تک اس بغض اور کینہ سے مجبور ہو کر جو انہیں اسلام کے ساتھ ہے۔ ان امور کو غیر ضروری اور بعض صورتوں میں غیر مفید بلکہ نقصان رساں قرار دیتے رہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے روحانیت کے لئے بطور بنیاد مقرر فرمائے ہیں لیکن چونکہ یہ احکام اس علیم و حکیم خدا کی طرف سے ہیں۔ جو اپنے بندوں کے لئے کوئی ایسا حکم نازل نہیں کرتا۔ جو ان کے لئے غیر مفید ہو۔ بلکہ اپنے بیشمار حکیمانہ مصالح کے ماتحت ہمیشہ مفید اور نیک نتائج پیدا کرنے والے اوامر دیتا ہے۔ اس لئے جوں جوں عقل انسانی معراج کمال تک پہنچتی گئی۔ اسے نظر آتا گیا۔ کہ اسلام نے جو بھی حکم دیا ہے۔ وہ انسان کے لئے ہر رنگ میں مفید اور فائدہ رساں ہے اور جو اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ وہ باطل ہیں۔

رمضان کے روزے

ان احکام میں سے جو اسلام نے ہر ایک مسلمان پر فرض کئے ایک حکم رمضان کے روزوں کے متعلق ہے۔ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرماتا ہے یاایھا الذین آمنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علے الذین من قبلکم لعلکم تتقون۔ اے ایمان والو ہم نے تمہارے لئے اسی طرح روزے فرض ٹھہرائے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی متعدد احادیث میں رمضان کے روزوں کو رکن اسلام قرار دیا ہے۔ لیکن مخالفین اسلام نے کئی بار بطور اعتراض کہا۔ کہ اللہ تعالےٰ کو اپنے بندوں کو بھوکے رکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور بھوکے رہنے سے روحانی یا جسمانی رنگ میں کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ یہ خواہ مخواہ کی مشقت ہے۔ جو اسلام نے اپنے پیروؤں کے لئے رکھی اور یہ زمانہ جاہلیت کی بات ہے۔ جسے اب قائم نہیں رہنا چاہیئے لیکن جب تحقیقات نے ترقی کی۔ تو علاوہ ان روحانی فوائد کے جو اللہ تعالےٰ کے انبیاء پہلے سے بتاتے چلے آئے ہیں۔ ان مادہ پرست لوگوں کو بھی اعتراف کرنا پڑا۔ کہ روزہ صحت جسمانی کے لئے نہایت مفید چیز ہے۔

روزوں کے فوائد کا اعتراف

اخبار تیج دہلی ۱۹ مئی میں بعنوان "روزہ یا برت کا فلسفہ" ایک مضمون شائع ہوا ہے جس میں روزہ رکھنے کی خوبیوں کو حسب ذیل الفاظ میں تسلیم کیا گیا ہے۔

"انسانی جسم کی مشین کے لئے خوراک وفاقہ دو نہایت مفید چیزیں ہیں۔ چنانچہ اس مشین کو خوراک اور فاقہ کے درست اصولوں پر چلایا جائے۔ تو بہت کچھ کارآمد ہو سکتی ہے"

پھر لکھا ہے:۔

"فاقہ کرنے سے انتڑیوں کا غلیظ مادہ آہستہ آہستہ خارج ہونے لگتا ہے۔ جو بصورت روزانہ کھانے پینے کے معدہ اور انتڑیوں میں پڑا ہوا سڑا کرتا ہے۔ اور جسم میں متعدد بیماریاں پیدا کر دیتا ہے کبھی کبھی یہ مادہ خوفناک پھوڑوں کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ کبھی میعادی بخار کی صورت میں۔ اور کبھی دیگر شدید امراض کی صورت میں"

طویل فاقہ اور اسلام

ان الفاظ میں جہاں روزوں کے فوائد کو تسلیم کیا گیا ہے۔ وہاں یہ لکھ کر کہ "فاقہ کرنے کے متعلق بہت سے قواعد ہیں۔ ان میں اول اور نہایت ضروری یہ ہے۔ کہ طویل فاقہ اس وقت تک اختیار نہ کرنا چاہیئے۔ جب تک کسی ماہر سے اس کے متعلق مکمل واقفیت اور اس کی عملیات کا پورا حال نہ معلوم ہو گیا ہو۔ بسا اوقات طویل فاقے نہایت خطرناک ثابت ہوتے ہیں اور زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔" ایک اور اسلامی اصل کے پرحکمت ہونے کا اعتراف کیا گیا ہے۔ کہ حدیثوں سے ثابت ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان کے سوا مسلسل روزوں سے منع فرمایا ہے۔ جب صحابہؓ نے دریافت کیا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ خود تو ایسے روزے رکھتے ہیں۔ اور ہمیں منع فرماتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ میں تمہاری طرح نہیں۔ مجھے اللہ تعالےٰ خود کھلاتا اور پلاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ مسلسل روزوں سے آپ کی طاقتیں ضائع نہیں ہوتی تھیں لیکن عام حالات میں دوسروں کی یہ حالت نہیں ہوتی۔ خطرہ ہوتا ہے کہ انہیں نقصان پہنچ جائے۔ پس ایام وصال سے بوجہ طویل فاقہ کے اسلام نے منع کر دیا۔

کھانے پینے میں اعتدال کی ضرورت

اسلام نے ایک اور اصل یہ قرار دیا ہے۔ کہ انسان جب روزہ رکھنے کے بعد کھانے لگے۔ تو زیادہ نہ کھائے یعنی روزہ جب افطار کرے۔ تو ہلکی غذا سے کرے۔ قرآن مجید نے کلوا واشربوا ولا تسرفوا کہہ کر یہ حقیقت بیان فرمائی ہے۔ کہ انسان کو حد اعتدال کے اندر اکل و شرب کا معیار رکھنا چاہیئے۔ تا افراط و تفریط کا پہلو اختیار کر کے وہ کسی عارضہ میں گرفتار نہ ہو جائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہ ثابت ہے۔ کہ آپ جب روزہ افطار کرتے۔ تو ہلکی غذا سے مثلاً میٹھے پانی یا نمکین چیز یا کھجور وغیرہ سے۔

تیج کے مضمون نگار نے اس بارے میں لکھا ہے۔

"میرا خیال ہے۔ میں کسی غلطی کا مرتکب نہیں ہو رہا ہوں۔ اگر میں اس حقیقت کا انکشاف کر دوں۔ کہ عام طور پر روزہ یا برت رکھنے والے گو جیسے تیسے ایک معین وقت پانچ سات گھنٹے کا روزہ یا برت رکھ لیتے ہیں۔ لیکن روزہ یا برت توڑنے کے بعد وہ اس امر کا خیال بالکل نہیں رکھتے۔ کہ آپ کو کس قدر کھانا چاہیئے کیا کھانا چاہیئے۔ اور کب کھانا چاہیئے۔ بھوک یا بے صبری کی شدت میں بعض اوقات وہ حدود سے تجاوز کر بیٹھتے ہیں یعنے بہت زیادہ کھا لیتے ہیں"۔

پھر لکھا ہے:۔

"فرض کیجئے اگر ہم روزہ یا برت رکھتے ہیں۔ اور معیار مقررہ ایک دن یا کم و بیش صرف سبزی یا پھلوں پر ہی گزارہ کرتے ہیں یا قطعی نہیں کھاتے۔ لیکن روزہ یا برت ختم ہونے پر اندھا دھند کھا لیتے ہیں۔ تو کچھ زیادہ فائدہ برت سے حاصل نہیں ہوتا۔ معدہ حسب سابق پھر گندہ ہو جاتا ہے۔ شکم کی گرانی سے دماغی قوتیں کمزور و باطل ہونے لگتی ہیں۔ جسم پر سستی و کاہلی کا غلبہ ہونے لگتا ہے۔ چنانچہ جو فائدہ پانچ سات گھنٹے کے فاقہ سے ہوا تھا۔ وہ یک لخت پھر غائب ہو جاتا ہے۔ یہی نہیں۔ بلکہ بسا اوقات ہم اپنی تندرستی کو زیادہ خطرناک غار میں دھکیل دیتے ہیں۔ اس سے تو بہتر یہ ہو کہ ہم روزہ یا برت قطعی نہ کرتے۔ دونوں وقت اعتدال سے کھاتے پیتے اور اپنی تندرستی کو قائم رکھتے۔"

"فاقہ کے متعلق ایک اور کارآمد اور نہایت اہم اصول یہ ہے کہ جس قدر فاقہ طویل ہو۔ اس کو توڑتے وقت کھانا نہایت لطیف و ہلکا کھانا چاہیئے۔"

یہ اقتباسات اس امر کے ثبوت کے لئے بہت کافی ہیں۔ کہ اسلام نے روزوں کا حکم دیکر اور ان کے متعلق مفصل ہدایات بتا کر مسلمانوں پر احسان عظیم کیا ہے اور روزہ ایسی مفید چیز ہے۔ کہ اس کی خوبیوں کا غیر مسلم بھی اعتراف کر رہے ہیں۔

ضبط نفس کی مشق

روزہ رکھنے سے انسان کو ضبط نفس کی بھی مشق ہوتی ہے۔ جو انسان کے لئے نہایت ضروری چیز ہے۔ روزہ میں انسان باوجود اس کے کہ کھانا اس کے پاس ہوتا ہے پانی اس کے پاس ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے ان چیزوں کو ایک وقت مقررہ تک استعمال میں نہیں لاتا۔ اور اس طرح مغلوب نہ ہونے پر دوسرے کئی مواقع پر وہ اپنے نفس پر غالب آ سکتا ہے۔

جذبات ہمدردی کا پیدا ہونا

پھر روزہ کا ظاہری فائدہ یہ بھی ہے۔ کہ روزوں میں جب انسان خود بھوکا اور پیاسا رہتا ہے تو اسے محسوس ہوتا ہے۔ کہ بھوک اور پیاس کی کیا تکلیف ہوتی ہے۔ اور اس احساس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے وہ بندے جو غربت و فلاکت کی وجہ سے نان شبینہ تک کے محتاج ہوتے ہیں۔ ان کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رمضان کے ایام میں نہایت کثرت سے صدقہ و خیرات دیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کہتے۔ آپ تیز چلنے والی ہوا سے بھی زیادہ ان ایام میں سخاوت کرتے تھے۔

برائے توجہ نمائندگان مجلس مشاورہ

جماعت ہائے احمدیہ

اس سال مجلس مشاورت میں آپ لوگوں نے بعض مشورے دیئے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کو منظور فرما کر ان پر عملدرآمد کرنے کا ارشاد فرمایا ہے۔ یہ فیصلے مختلف نظارتوں کے متعلق ہیں۔ اور ہر نظارت اپنے متعلقہ کام کی طرف توجہ کرے گی۔ میں اس وقت اپنے اعلان کے ذریعہ آپ کی توجہ ان فیصلوں کی طرف پھیرنا چاہتا ہوں جو جماعت کے نظام اور افراد جماعت کی جسمانی صحت اور طاقت کو نشوونما دینے کے متعلق آپ کے مشورہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کئے۔

ان فیصلوں پر اڑھائی ماہ کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اور اب اپنے پروگرام کو پورا کرنے کے لئے ہمارے پاس صرف نو ماہ باقی رہ گئے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ آپ میری اس تحریک کے پہنچتے ہی اپنی اپنی جماعتوں میں پورے زور سے تحریک شروع کر دیں گے مگر مجھے کامل امید ہے۔ کہ آپ لوگوں کو یہ تجاویز پورے طور پر یاد ہوں گی۔ تاہم میں احتیاطاً ان فیصلوں کا ذکر مختصراً یہاں کر دیتا ہوں۔

(۱) مرکزی مدارس میں فوجی ٹریننگ جاری کی جائے۔

(۲) جن جن جماعتوں کے لئے ممکن ہو۔ رائفل کلب کھولیں اور جو ایسا نہ کر سکیں۔ وہ کم از کم ہوائی بندوق۔ غلیل اور جس جس جگہ اجازت ہو تیر کمان کے نشانہ کی مشق کے لئے کلب قائم کریں جماعت کے افراد کو جس حد تک زیادہ سے زیادہ ممکن ہو نشانہ بازی کی مشق کرائی جائے۔

(۳) (الف) ٹیریٹوریل فورس میں بھرتی کے متعلق ہر ایک احمدیہ جماعت توجہ کرے (موجودہ صورت میں صرف چند جماعتیں اس امر کی طرف توجہ کر رہی ہیں) اور جماعتوں کو تحریک کرنے کے لئے ایک ٹریکٹ لکھا جائے

(ب) موجودہ احمدیہ کمپنی کے علاوہ ایک اور احمدیہ کمپنی قائم کرنے کی اجازت حکام بالا سے حاصل کی جائے۔

(۴) قادیان میں ایک ٹریننگ کلاس کھولی جائے۔ جس میں بیرونی جماعتوں میں سے آنے والے احباب کی فوجی سکھلائی کرائی جائے۔ تاکہ وہ سکھلائی حاصل کرنے کے بعد اپنی اپنی جماعتوں میں اس کام کو چلا سکیں

(۵) احمدیہ جماعتیں حتی الوسع اپنے افراد کو فوجی سکھلائی کرائیں

(۶) ایک احمدیہ والنٹیر کور بنائی جائے۔ کوشش کی جائے۔ کہ احمدی نوجوان اس کور میں داخل ہوں۔ اس تحریک کو مکمل طور پر منظم کیا جائے۔ اور جلسوں کے انتظام اور دیگر رفاہ عام کے کاموں میں ان سے مدد لی جائے۔

ان تجاویز میں سے پہلی تجویز تو صرف مرکز تک محدود ہے۔ اس میں بیرونی جماعتوں کو کوئی خاص کام نہیں کرنا سوائے اس کے کہ جو لوگ اپنے بچوں کو علاوہ دینی اور دنیاوی تعلیم کے۔ فوجی تعلیم بھی دلوانا چاہتے ہوں۔ وہ ان کو قادیان کے مدارس میں داخل کرائیں۔

دوسری تجویز بیرونی جماعتوں کے متعلق ہے کیونکہ نشانہ بازی کے کلب مرکز میں ہی نہیں۔ بلکہ بیرونجات میں بھی جاری ہونے ہیں۔ ان کے اجرا کے متعلق جو جماعتیں مرکز سے مشورہ لینا چاہیں۔ ان کو مشورہ دیا جائے گا۔ اور اگر کسی امداد کی بھی ضرورت ہوگی۔ تو وہ بھی انشاء اللہ حسب توفیق کی جائے گی۔ امداد سے مالی امداد مراد نہیں۔ بلکہ اخلاقی اور قانونی امداد مراد ہے۔

تیسری تجویز کے تین حصے ہیں۔ جن میں سے صرف پہلا حصہ بیرونی جماعتوں کے لئے ہے۔ باقی دو حصے یعنے ٹریکٹ کی تصنیف اور نئی کمپنی کے قیام کے لئے کوشش مرکز کے متعلق ہے۔ مرکز انشاء اللہ اپنے کام کو ادا کریگا۔ لیکن جو حصہ بیرونی جماعتوں کے متعلق ہے۔ اس کا پورا کرنا آپ کا فرض ہے

چوتھی تجویز بھی مرکز کے متعلق ہے لیکن بیرونی جماعتوں کے افراد کو تحریک کرنا۔ کہ وہ اپنا وقت نکال کر اس کلاس میں شامل ہوں جو یہ آپ کے متعلق ہے۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ یہ کلاس یکم اگست سے جاری ہو جائے گی۔

پانچویں تجویز خالصۃً بیرونی جماعتوں کے متعلق ہے۔ اور یہ آپ لوگوں کا کام ہے۔ کہ جماعتوں کو اس کی طرف توجہ دلائیں۔ مرکزی ٹریننگ کلاس کے سیکھے ہوئے آدمی اپنے اپنے حلقہ میں یہ سکھلائی کروا سکتے ہیں

چھٹی تجویز احمدیہ کور کے قیام کے متعلق ہے جماعتہائے احمدیہ کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی جگہ اس کور کی شاخیں قائم کریں۔ اس کے لئے آپ کی فوری توجہ درکار ہے۔ تمام احمدیہ جماعتیں اپنی اپنی جگہ احمدیہ کور کے لئے والنٹیر بھرتی کرنے شروع کر دیں۔ اور ہر جماعت نظارت امور عامہ کو مطلع کرے۔ کہ اس نے اتنے والنٹیر بھرتی کر لئے ہیں۔ ان والنٹیروں کا ایک باقاعدہ رجسٹر ہوگا۔ جس میں تمام نام درج ہوں گے۔ ان احمدیہ والنٹیر کورز کی سکھلائی ۔۔ اور نظام کے متعلق ضروری ہدایات جماعتوں کو الگ بھجوائی جائینگی۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ تمام احمدی جماعتیں ان امور کی طرف فوری توجہ کریں گی۔ اور مجلس مشاورت کے نمائندے جنہوں نے ان فیصلوں کے متعلق مشورے دیئے ہیں اپنے فرض کو محسوس کرتے ہوئے اپنے اپنے حلقوں میں فوری طور پر اس کام کو شروع کرا دینگے

(مرزا شریف احمد)

حالات پونچھ

مسلم کش ٹریبونل

ٹریبونل بدستور اپنی روش پر قائم ہے۔ اپیلیں دھڑا دھڑ خارج ہو رہی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے جاگیر پونچھ کی حکومت نے صرف دکھلاوے کے واسطے ٹریبونل مقرر کیا ہے۔ حکومت جموں و کشمیر سے استدعا ہے کہ ہم شروع سے ہی اس ٹریبونل کے مخالف ہیں۔ اس سے بے گناہ قیدیوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ اس کی تمام کارروائی کو کالعدم قرار دیکر جموں و کشمیر سے غیر جانبدار آزاد خیال منصف مزاج ایک ہندو اور ایک مسلمان جج پر مشتمل ٹریبونل پونچھ بھیج کر بے گناہوں کی دادرسی کی جائے۔

آزاد کمیشن

افواہ سنا گیا ہے۔ کہ جاگیر پونچھ کی مقامی حکومت اپنے افسروں واہلکاروں کے ان مظالم کی تحقیقات کے لئے جو دوران ہنگامہ انہوں نے رعایا پر برپا کئے۔ ایک کمیشن کا تقرر عمل میں لانے والی ہے۔ مگر یہ آواز بھی کان میں پڑتی ہے۔ کہ یہ کمیشن بھی مقامی حکام پر مشتمل ہوگا۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو بلا شک و شبہ ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے۔ کہ ہماری آواز کو دبانے کے لئے یہ کمیشن بنایا جا رہا ہے۔ صاف عیاں ہے۔ کہ اس کمیشن کی پوزیشن بھی مقامی ٹریبونل جیسی ہوگی۔ اور کبھی ممکن نہیں کہ مقامی حکام جو سب کے سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ ایک دوسرے کا راز فاش کرنے کی جرأت کر سکیں۔ اس واسطے مہاراجہ بہادر سے استدعا ہے۔ کہ بجائے اس کے کہ بعد میں شور و غوغا اٹھے آپ قبل از وقت ہی جموں سے غیر جانبدار آزاد کمیشن کا تقرر فرما کر پونچھ میں مامور کریں۔ اور پتہ لگائیں۔ کہ یہاں کیسے کیسے ننگ انسانیت مظالم ہیں

رشوت ستانی

یہاں حکام اعلیٰ سے لیکر ادنیٰ چپڑاسیوں تک نہایت سختی سے افراد رعایا سے رشوت وصول کرتے ہیں بارہا راجہ صاحب و وزیر صاحب کو درخواستیں کی گئیں ثبوت بہم پہنچائے گئے۔ مگر ہر دفعہ چشم پوشی سے کام لیکر راشی افسروں اور اہلکاروں کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ اور الٹا شکایت کنندگان کو ڈانٹا گیا۔ چنانچہ لالہ مکند لال صاحب بیرسٹر چیف جج کی الوداعی ٹی پارٹی کے موقعہ پر گیانی رام سنگھ صاحب نے کھلے اجلاس میں ٹھیٹھ پنجابی نظم کے ذریعہ رشوت ستانی کے متعلق جو اظہار حقیقت کیا۔ اس کے متعلق دوسرے روز گیانی صاحب موصوف سے باقاعدہ بازپرس کی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ راشی افسروں و اہلکاروں کو اور بھی جرأت بڑھ گئی۔ اور اب تو یہ حالت ہے۔ کہ اہل مقدمات سخت مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔ اہل مقدمہ چیف جج اور وزیروں کے پاس جا جا کر شکایتیں کرتے ہیں۔ مگر کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ جیل میں حصول رشوت کے لئے قیدیوں کو سخت تنگ کیا جاتا مارا اور بھوکا رکھا جاتا ہے۔ اور جب تک ان کے ورثا سے کافی رشوت وصول نہ ہو جائے قیدیوں کے ساتھ حیوانوں

خریداران الفضل جن کا چندہ ختم ہے

مندرجہ ذیل فہرست الفضل کے ان خریداروں کی ہے۔ جن کا چندہ اخبار ۱۶ جون سے ۱۵ جولائی تک کسی تاریخ کو ختم ہوگا۔ مہربانی فرما کر اپنا نام پڑھتے ہی ہمیں منی آرڈر بھجوا دیں یا دفتر محاسب کے ذریعہ۔ ورنہ ہم بموجب قاعدہ ۶ جولائی کا پرچہ الفضل وی پی کر دیں گے جس کے انکاری آنے پر پرچہ تا وصولی روپیہ امانت میں رہیگا۔ منی آرڈر کے ذریعے آپ روپیہ بھیج دیں تو اس میں قریباً ۵ کی بچت ہوگی

مینیجر الفضل قادیان

نمبر خریداری	نام	نمبر خریداری	نام
۸۷۵۵	چوہدری کریم بخش صاحب	۹۰۵۹	میاں محمد سلطان صاحب
۸۷۷۸	محمد صادق صاحب	۹۰۹۶	منشی محمد صدیق صاحب
۸۷۸۹	میاں محمد یوسف صاحب	۹۰۹۹	ایم عبد الاحد صاحب
۸۷۹۱	جناب محمد عباس صاحب	۹۱۰۲	فیض محمد صاحب
۸۷۹۹	صوبیدار خان صاحب	۹۱۰۴	عنایت اللہ صاحب
۸۸۰۰	سید مصطفیٰ حسین صاحب	۹۱۰۶	ملک تاج الدین صاحب
۸۸۰۲	امۃ اللہ جان صاحبہ	۹۱۰۷	شیخ مشتاق احمد صاحب
۸۸۰۳	محمد یعقوب خان صاحب	۹۱۱۱	ملک فتح محمد صاحب
۸۸۱۷	ڈاکٹر عبد الحمید صاحب	۹۱۱۶	مرزا سید محمد صاحب
۸۸۱۸	عبد الغنی صاحب	۹۱۱۷	نور محمد صاحب
۸۸۳۴	میاں امام الدین صاحب	۹۱۱۸	ماسٹر محمد اسمٰعیل صاحب
۸۸۳۵	حاجی محمد ابراہیم صاحب	۹۱۱۹	احمد الدین صاحب
۸۸۳۷	چوہدری عبد الرشید صاحب	۹۱۲۰	محمد حسین خان صاحب
۸۸۳۸	شیخ مشتاق حسین صاحب	۹۱۳۰	ملک عبد الحق صاحب
۸۸۳۹	صوبیدار خوشحال خان صاحب	۹۱۳۱	حکیم عطاء اللہ صاحب
۸۸۴۰	لفٹیننٹ محمد عطاء اللہ صاحب	۹۱۳۲	بی بی رمضان صاحبہ
۸۸۴۱	بابو غلام محمد صاحب	۹۱۳۳	بابو عبد الغنی صاحب
۸۸۴۳	غلام رسول صاحب	۹۱۳۶	محمد سعید صاحب
۸۸۴۵	عبد الرحیم صاحب	۹۱۴۱	شیر محمد صاحب
۸۸۴۷	ایم رفیع احمد صاحب	۹۱۴۳	راجہ فیض بخش صاحب
۸۸۵۱	رحمت اللہ صاحب	۹۱۴۴	میر صاحب منشی محمد نواب خان
۸۸۸۱	چوہدری غلام محمد صاحب	۹۱۴۵	منشی کرم الٰہی صاحب
۸۸۸۵	عبد العلی صاحب	۹۱۴۶	سردار فقیر محمد خان صاحب
۸۸۹۶	سید محبوب عالم صاحب	۹۱۵۰	کرم الدین صاحب
۹۰۰۹	چوہدری محمد ابراہیم صاحب	۹۱۵۸	سید حبیب الرحمن صاحب
۹۰۲۴	منشی نور الدین صاحب	۹۱۹۲	حاجی جلال الدین صاحب

نمبر خریداری	نام	نمبر خریداری	نام
۹۲۲۵	محمد اسمٰعیل صاحب	۹۲۷۲	میاں محمد خان صاحب
۹۲۳۰	محمد بخش صاحب	۹۲۷۳	ملک شیر محمد صاحب
۹۲۴۱	محمد عالم صاحب	۹۲۷۵	مستری محمد الدین صاحب
۹۲۴۶	بابو عبد الحلیم صاحب	۹۲۷۹	عبد الرحمن صاحب
۹۲۴۸	دوست محمد صاحب	۹۲۸۱	سید محمد مسعود صاحب
۹۲۴۹	مستری نور محمد صاحب	۹۲۹۰	عبد العزیز صاحب
۹۲۵۱	ماسٹر محمد فضیل صاحب	۹۲۹۱	بابو فضل الٰہی صاحب
۹۲۵۹	چوہدری حیدر علی صاحب	۹۲۹۳	مستری محمد اسمٰعیل صاحب
۹۲۶۱	محمد عبد الحق صاحب	۹۳۰۰	چوہدری محمد الدین صاحب
۹۲۶۲	یار محمد صاحب	۹۳۱۷	میاں اللہ دتہ صاحب
۹۲۶۳	سید عبد الرشید صاحب	۹۳۴۸	چوہدری نتھے خان صاحب
۹۲۷۱	میاں جان محمد صاحب	۹۳۶۳	شیخ محمد اسمٰعیل صاحب

سب انسپکٹر نکودر کی خلاف قانون کارروائی
قابل توجہ جناب سپرنٹنڈنٹ پولیس جالندھر

جماعت احمدیہ گڑھے مریخ تحصیل نکودر ہمیشہ اپنے سالانہ اور ہنگامی جلسے نہایت امن و امان سے کرتی چلی آرہی ہے جیسا کہ گزشتہ سالوں کا ریکارڈ ثابت کرتا ہے اور حکام پولیس کی جانب سے ان جلسوں کے متعلق کبھی تعرض نہیں ہوا۔ مگر اس سال جب جماعت احمدیہ مذکور نے اپنے سالانہ جلسے کے متعلق اشتہار شائع کیا اور اس کے لئے ۲۵ و ۲۶ جون کی تاریخ مقرر کی تو سب انسپکٹر تھانہ نکودر نے شیخ محمد عبد اللہ صاحب سکرٹری انجمن مریخ اور گڑھے کو تھانہ میں بلایا اور ان کو صبح دس بجے سے لے کر شام کے ۸ بجے تک تھانہ میں ٹھہرائے رکھا۔ ان کو فحش ماں بہن کی گالیاں بھی دیں۔ محض اس لئے کہ وہ سب انسپکٹر مذکور کے مطالبہ کی بناء پر اپنے اعلان کردہ جلسہ کو بند کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ اور ان کو اس وقت چھوڑا گیا جبکہ ان سے جلسہ کے التواء کے واسطے تحریر لے لی۔ سب انسپکٹر مذکور کا یہ رویہ خلاف قانون اور خطرناک طور پر مذہبی آزادی میں دخل اندازی کرنیوالا ہے۔ امید ہے کہ صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس اس کے متعلق مناسب کارروائی کریں گے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ڈیرہ اسمٰعیلخاں میں تبلیغی جلسہ

۲۹-۳۰ جون اور یکم جولائی کو ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں

جماعت احمدیہ کا تبلیغی جلسہ ہوگا۔ علاقہ کے انصار اللہ کو اس جلسہ کی کامیابی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ پراونشل انجمن صوبہ سرحد خصوصیت سے توجہ کرے۔ اس جلسہ پر مولوی چراغ دین صاحب مہتمم تبلیغ علاقہ ہذا کے علاوہ انشاء اللہ دو اور مبلغ بھی بھجوائے جائینگے۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ

خانیوال میں تبلیغی جلسہ

جماعت احمدیہ ملتان نے ۷-۸ جون کو تبلیغی جلسہ کیا اور صداقت اسلام اور صداقت احمدیت پر لیکچر ہوئے جو پبلک نے دلچسپی سے سنے۔ غیر احمدی علماء نے حسد کی وجہ سے اور اس اثر کو زائل کرنے کے لئے ۲۵-۲۶ جون ۳۲ء ایک جلسہ کرنے کا اشتہار دیا جس میں احمدیت کے خلاف لیکچر دینے کا اعلان کیا ہے۔ اس وجہ سے وہاں دوبارہ تبلیغی اجتماع کرنے کی ضرورت پیش آگئی ہے۔ انشاء اللہ جماعت احمدیہ کا بھی تبلیغی جلسہ ۲۵-۲۶ جون ۱۹۳۲ء کو خانیوال میں ہوگا۔ اگر مناظرہ کی صورت پیدا ہوگئی۔ تو مناظرہ بھی کیا جائیگا۔ ارد گرد کے احمدی انصار اللہ کو اس موقعہ پر پہونچ کر اس جلسہ کی کامیابی کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ اس موقعہ مولوی عبد الغفور صاحب اور مولوی عبد الاحد صاحب مہتمم تبلیغ علاقہ موجود ہوں گے۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ

ایک امریکن اخبار میں مبلغ اسلام کا ذکر

اخبار انڈی پنڈنٹ سپرچولسٹ ایسوسی ایشن لکھتا ہے صوفی مطیع الرحمن صاحب بنگالی جو اس ملک میں اسلامی مبلغ ہیں۔ گرانڈ ریپڈ مشیگن کے گرجا میں جس کا نام چرچ آف ٹروتھ ہے۔ دو لیکچر دیئے۔ حق و حکمت کے وہ الفاظ جو مقرر کے منہ سے مذہبی جوش اور راستی کی حمایت میں نکلے۔ سب کے کانوں تک پہونچے۔ اور سب پر اثر انداز ہوئے۔ گویا سخن کز سر درد از دل نشیند لاجرم بر دل کا سماں آنکھوں کے سامنے تھا۔ سامعین نے محسوس کیا۔ کہ وہ اسلام کا ایک سچا شیدائی ہے۔ اور کہ خدا نے اس کو تبلیغ حق کی توفیق دی ہے۔ لیکچروں کا مضمون تھا۔ "صرف ایک ہی خدا ہے" یعنی توحید باری تعالیٰ پر لیکچر تھے۔ سامعین کی تعداد چار سو تھی اور ہر ایک نے ان سے فائدہ اٹھایا

سکرٹری ترقی اسلام قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

کنٹرولر آف کرنسی کلکتہ نے ایک بیان کے ذریعہ اعلان کیا ہے کہ حکومت ہند کے جدید قرض کی تعداد ۱۷ جون کو سترہ کروڑ روپیہ تک پہنچ گئی ہے۔

اخبار "لبرٹی" کلکتہ نے اپنی ۲۷ مئی کی اشاعت میں ایک مضمون بعنوان "عیسائیت کی آزمائش" شائع کیا تھا۔ اس کی وجہ سے مقامی حکومت نے اس کی چھ ہزار کی ضمانت میں سے ایک ہزار روپیہ ضبط کر لیا ہے۔

سر چارلس واٹسن پولیٹیکل سکرٹری حکومت ہند ۱۲ جولائی سے تین ماہ کی رخصت پر جائینگے۔ اس عرصہ میں ان کی جگہ مسٹر گلانسی قائم مقام ایجنٹ گورنر جنرل ریاستہائے ہند ہونگے۔

مولوی عبدالحلیم ڈکٹیٹر جمعیۃ العلماء دہلی کو نوٹس دیا گیا تھا کہ وہ ۱۲ گھنٹہ کے اندر دہلی سے نکل جائیں۔ مولوی صاحب نے اس کی فوراً تعمیل کی اور دہلی سے چلے گئے ہیں۔

سرکاری گزٹ میں اعلان کیا گیا ہے کہ ضلع چٹاگانگ کے تمام ایسے فوجی افسر جو کپتان سے نیچے درجہ کے ہوں انہیں ہنگامی آرڈی ننس کے ماتحت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اختیارات دیئے گئے ہیں۔

لنڈن کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ ۳۲-۱۹۳۱ء میں برٹش یونیورسٹیوں میں تعلیم پانے والے ہندوستانی طلباء کی تعداد ۱۸۰۹ تھی ہندوستانی طلباء نے مختلف یونیورسٹیوں کالجوں اور تعلیمی درسگاہوں میں بہت اچھا ریکارڈ قائم کیا ہے۔ جو طلباء سمندر پار سے تعلیم حاصل کرنیکے لئے وہاں جاتے ہیں ان میں ہندوستانی طلباء کی تعداد سب سے زیادہ ہے۔

فسادات بمبئی کو فرو کرنے کی غرض سے صدر بلدیہ نے ۱۷ جون اہالیان شہر کے نام اپیل شائع کی ہے۔ کہ یہ شہر نہ تو ہندوؤں کا ہے اور نہ مسلمانوں کا۔ بلکہ اس میں مختلف قومیں آباد ہیں جنہیں صلح و آشتی سے رہنا چاہیئے اس لئے میں آپ لوگوں سے اپیل کرتا ہوں کہ قیام امن اور خوشگوار تعلقات کی بحالی کے لئے اپنی امکانی کوششیں عمل میں لائیں۔ دونوں قوموں کے لیڈروں کا بھی فرض ہے کہ وہ حتی المقدور اس ضمن میں اپنی تمام کوششیں صرف کر دیں۔

سر سیموئل ہور اور مسٹر جیکر کے متعلق اخبارات میں شائع ہوا تھا کہ آئینی اصلاحات کے آئندہ پروگرام کے متعلق ان میں اختلاف ہے ایسوسی ایٹڈ پریس نے اس کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ دونوں متفقہ طور پر کام کر رہے ہیں حتیٰ کہ انہوں نے وائسرائے کے سامنے انگلستان اور ہندوستان کے متعلق بھی مشترکہ تجاویز پیش کی ہیں۔

مادہ آنشگیر کے چیف انسپکٹر ڈاکٹر ڈبلیو پی رابسن ۱۸ جون کو شملہ جا رہے تھے کہ سرسام کی وجہ سے کالکا میں ان کا انتقال ہو گیا۔

جموں کالج کے متعصب ہندو پرنسپل کی تنخواہ ماسٹر عبدالقیوم صاحب ہوم منسٹر ریاست کشمیر نے پانچسو کی بجائے آٹھ سو کر دی ہے۔ حالانکہ اس پرنسپل کے ہاتھوں مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچ رہا ہے۔

دھاریوال میں ۱۷ جون کو اکالیوں نے مہدی شاہ کی خانقاہ منہدم کر کے گرنتھ کے لئے چبوترہ بنا لیا جس کی وجہ سے مسلمانوں میں سخت اضطراب پھیل گیا ہے۔

آئرش فری سٹیٹ نے سالانہ خراج جس کی میزان ۱۵ لاکھ پونڈ ہے ۱۵ جون تک ادا نہیں کیا۔ ڈبلن سے اس بات کی تصدیق ہو گئی ہے۔ کہ اس رقم کا چیک ارسال نہیں کیا گیا

لاہور سے ۱۷ جولائی کی اطلاع ہے کہ گورنر با اجلاس کونسل نے کرنل بھولا ناتھ کی اہلیہ کو دو سال کے لئے زنانہ جیل لاہور کا غیر سرکاری وزیٹر مقرر کیا ہے۔

سٹیٹسمین کو معلوم ہوا ہے کہ گورنمنٹ ہند فرقہ وارانہ مسائل کے حل کے لئے چند آزمائشی تجاویز پر متفق ہو گئی ہے اور یا تو اس نے ملک معظم کی حکومت کی منظوری کے لئے وہ تجاویز بھیج دی ہیں یا عنقریب بھیجنے والی ہے۔ برطانوی گورنمنٹ ان تجاویز پر غور کرے گی اور جہاں ضروری خیال کریگی ترمیم بھی کرے گی۔ نیز امید کی جاتی ہے کہ قطعی فیصلہ کا جولائی کے آخر یا اگست کے پہلے ہفتہ میں اعلان کر دیا جائیگا

لوزان کانفرنس میں تمام سلطنتوں نے جنہوں نے حکومت برطانیہ سے ماہ جولائی میں قرضہ وصول کرنا تھا سر جان سائمن کی اس تجویز کو منظور کر لیا ہے کہ تمام قرضے اور ادائیگیاں کانفرنس کے اجلاس کے اختتام تک ملتوی کر دی جائیں۔ فرانس۔ اٹلی بلجیم اور جاپان نے بھی اس تجویز کو منظور کر لیا ہے۔

رائٹر کا نامہ نگار متعینہ لنڈن لکھتا ہے کہ منچوریا میں چالیس ہزار جاپانی سپاہی موجود تھے جن میں چینی سپاہیوں کے حملوں کی وجہ سے اضافہ کر کے ایک لاکھ کر دیا گیا ہے چینی مختلف طریقوں سے جاپانیوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں لیکن آج تک چینیوں کو کوئی باقاعدہ شکست نہیں دی گئی۔

کولمبو کی بندرگاہ محکمہ حفظان صحت کے میڈیکل آفیسر کی رپورٹ کے مطابق صحت کے لحاظ سے دنیا کی بدترین بندرگاہ ہے طاعونی اموات یہاں ہمیشہ ہوتی رہتی ہیں۔ گورنمنٹ نے طاعون کی بیخ کنی کیلئے ۱۸ لاکھ روپیہ کی رقم منظور کر لی ہے۔

روما الکبریٰ سے ۱۶ جون کی اطلاع ہے کہ اطالیہ کے انقلاب پسندوں کے مقدمہ کی سماعت اختتام پذیر ہو گئی ہے سپیشل ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ انقلاب پسندوں کے سرغنہ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا جائے۔ چھ دیگر انقلاب پسندوں کو تیس تیس سال قید اور دو ملزموں کو دس دس سال قید کی سزا کا حکم سنایا گیا۔

بمبئی میں ۱۷ جون کو لکڑی کا ایک گودام جلتا ہوا پایا گیا۔ اس سلسلہ میں دس ہندو گرفتار کر لئے گئے ہیں۔ نقصان کا اندازہ ایک سو سال لاکھ روپیہ لگایا جاتا ہے۔

چوہدری ظفر اللہ خانصاحب ۱۸ جون کی شام کو مقدمہ سازش دہلی کے گرانبہا فرائض سے سبکدوش ہو کر لاہور آ رہے تھے۔ اور یہاں میاں سر فضل حسین سے وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کی ممبری کا چارج لینے والے تھے۔ ۱۸ جون کو جب مقدمہ ختم ہو گیا۔ تو سب سے پہلے ٹریبونل کے صدر نے چوہدری صاحب کا ذکر نہایت اچھے الفاظ میں کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر کچلو نے مختصر سی تقریر کی۔ اور خاص طور پر قابل ذکر امر یہ ہے۔ ملزمین میں سے نند کشور نگم اور دریا بخش صاحب نے بھی چوہدری صاحب کی تعریف میں یکے بعد دیگرے تقریریں کیں۔ اور اس امر کا اعتراف کیا۔ کہ چوہدری صاحب کی روش دوران مقدمہ میں بے حد شریفانہ رہی۔ سیاسی مقدمے میں ملزمین کی طرف سے سرکاری وکیل کے متعلق اس قسم کے جذبات کا اظہار بہت شاذ ملیگا۔ ایک ملزم جو بوجہ علالت طبع ضمانت پر رہا ہے۔ چوہدری صاحب کو رخصت کرنے کے لئے دہلی سٹیشن پر بھی آیا۔

لاہور ۱۹ جون آنریبل میاں سر فضل حسین رات کے دس بجے ایبٹ آباد روانہ ہو گئے۔ جہاں وہ اپنی رخصت کے ایام بسر کریں گے۔ ۱۹ کی صبح کو پنجاب کو یونینسٹ پارٹی کی طرف سے میاں صاحب اور چوہدری ظفر اللہ خانصاحب کے اعزاز میں ایک پرتکلف دعوت چاشت کا انتظام کیا گیا تھا۔

شملہ ۲۰ جون آنریبل سر ابراہیم رحمت اللہ صدر اسمبلی آج بمبئی کو روانہ ہو گئے ہیں۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی